11
ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

آیۃ الکرسی کی فضیلت

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَعْوَادِ ھٰذَا الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ مَنْ قَرَءَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ وَ مَنْ قَرَاَھَا حِیْنَ یَاْخُذُ مُضْجَعَہٗ اٰمَنَہُ اللّٰہُ عَلٰی دَارِہٖ وَ دَارِ جَارِہٖ وَ اَھْلِ دُوَیْرَاتٍ حَوْلَہٗ رواہ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ

ترجمہ۔ علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑی کے اس منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روکتی اور جو شخص آیۃ الکرسی کو سوتے وقت پڑھے۔ خداوند تعالےٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے اور جتنے مکانات اس کے مکان کے گرد ہوں۔ سب کو امن میں رکھتا ہے۔

نماز کے بعد کی دعا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ قَبْلَ اَنْ یَّنْصَرِفَ وَ یَثْنِیَ رِجْلَیْہِ مِنْ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ کُتِبَ لَہٗ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّ مُحِیَتْ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّاٰتٍ وَّرُفِعَ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّ کَانَتْ لَہٗ حِرْزًا مِّنْ کُلِّ مَکْرُوْہٍ وَّحِرْزًا مِّنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَ لَمْ یَحِلَّ لِذَنْبٍ اَنْ یُّدْرِکَہٗ اِلَّا الشِّرْکُ وَکَانَ مِنْ اَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلًا اِلَّا رَجُلًا یَّفْضُلُہٗ یَقُوْلُ مِمَّا قَالَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اِلٰی قَوْلِہٖ اِلَّا الشِّرْکَ وَلَمْ یَذْکُرْ صَلٰوۃَ الْمَغْرِبِ وَلَا بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

ترجمہ۔ عبدالرحمن بن غنمؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اور مغرب و صبح کی نماز کے بعد پاؤں موڑنے سے پہلے ان کلمات کو پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحیی و یمیت وھو علی کل شیء قدیر ہ دس مرتبہ۔ لکھی جاتی ہیں اس کے لئے ہر ایک بار کے بدلے دس نیکیاں اور مٹائی جاتی ہیں اس کی دس برائیاں۔ اور بلند کئے جاتے ہیں اس کے دس درجے اور ہوتے ہیں یہ کلمات اس کے لئے امان ہر بری چیز سے اور امان شیطان رجیم سے اور کوئی اس کو ہلاکت کی طرف نہیں لے جاتا۔ مگر شرک اور ہوگا وہ شخص عمل کے اعتبار سے بہترین انسان مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرتا ہوگا وہ افضل ہوگا۔

نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھو

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ ھُوَ اخْتِلَاسٌ یَّخْتَلِسُہُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَبْدِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے آپؐ نے فرمایا یہ اچک لینا ہے۔ کہ شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔

نماز میں جمائی نہ لو

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا یَقُلْ ھَا فَاِنَّمَا ذٰلِکُمْ مِّنَ الشَّیْطٰنِ یَضْحَکُ مِنْہُ

ترجمہ۔ ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے جب کسی کو نماز کے اندر جمائی آئے تو وہ امکان بھر اس کو روکے اس لئے کہ جمائی کے وقت شیطان منہ میں گھس جاتا ہے (مسلم) اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ جب کسی کو نماز میں جمائی آئے تو اس کو روکے جب تک ممکن ہو اور ہا ہا نہ کہے۔ اس لئے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ وہ اس سے ہنستا ہے۔

ایک خاص واقعہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَۃَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلٰوتِیْ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ فَاَخَذْتُہٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَہٗ عَلٰی سَارِیَۃٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا اِلَیْہِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ دَعْوَۃَ اَخِیْ سُلَیْمٰنَ رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ فَرَدَدْتُّہٗ خَاسِئًا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنوں میں سے ایک دیو آج رات چھٹ آیا تاکہ میری نماز کو خراب کرے۔ لیکن اللہ نے مجھ کو اس پر قدرت دی۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور ارادہ کیا کہ اسکو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب اس کو دیکھ لو۔ معاً مجھ کو اپنے بھائی سلیمانؑ (پیغمبر) کی یہ دعا یاد آگئی۔ رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی۔ اے رب مجھ کو ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کے لئے مناسب نہ ہو۔ پس میں نے اس کو ذلیل بنا کر چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

خط و کتابت کرتے وقت حوالہ چٹ نمبر ضرور دیں۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء | شمارہ نمبر ۶

حقیقی مسلمان بننے کا طریقہ

حال ہی میں مشرقی پاکستان میں کھلنا کے مقام پر صدر مملکت نے ایک تقریر میں کہا ہے "حکومت چاہتی ہے۔ کہ ہر شخص حقیقی مسلمان بن جائے اور سچے مسلمان کی طرح کام کرے۔" ہم صدر مملکت اور حکومت کی اس خواہش کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ لیکن اس احترام کے باوجود ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ خواہش تقریر یا وعظ و نصیحت سے پوری نہ ہوگی اس کے لئے کچھ جد و جہد کی ضرورت ہے یہ جد و جہد حکومت اور عوام دونوں کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ عوام اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب کی کوشش کریں اور حکومت قانون کے ذریعہ عوام کو اس راستہ پر چلنے کے لئے مجبور کرے۔ مذہبی اداروں علمائے کرام۔ صوفیائے عظام اور بعض دیندار افراد نے اپنی لگاتار کوششوں سے حکومت کے کام میں کافی حد تک سہولت پیدا کر دی ہے۔ حکومت کو صرف عملی اقدام کی ضرورت ہے۔

حقیقی مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی تاریخ کی ورق گردانی کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا عہدہ جلیلہ ملنے کے بعد ۱۳ سال مکہ معظمہ میں قیام فرمایا۔ آپؐ نے یہ تیرہ سال کا زمانہ صحابہ کرامؓ کی تعلیم و تربیت میں صرف فرمایا۔ اس طرح جو جماعت تیار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف آسمان سے اس کی تعریفیں نازل فرمائیں اور دوسری طرف اس جماعت نے عرب کے صحرا سے نکل کر قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو پامال کر ڈالا۔

پاکستان بننے کے بعد ہم نے بارہ سال میں جو کچھ کیا۔ وہ سب کے سامنے ہے۔ صرف یہ کہدینا کافی ہے کہ اس عرصہ میں حکومت اور عوام دونوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی دل کھول کر توہین کی۔

ہماری نئی حکومت نے گیارہ ماہ کے عرصہ میں جو کچھ کیا۔ اس کا تمام تر تعلق مادی ترقی سے ہے اسلام کی ترقی کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ صدر محترم خود اس بات کا اعلان کر چکے ہیں۔ کہ اخلاقی قدروں کو اپنائے بغیر سائینس کی ترقی کوئی معنی نہیں رکھتی دوسرے الفاظ میں وہ خود اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کو اپنائے بغیر پاکستان کی مادی ترقی بے معنی ہے۔ اس کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی کے لئے مناسب اقدامات کرے۔ وما علینا الا البلاغ۔

آپ بیتی

۴ ستمبر ۱۹۵۹ء کا شمارہ دیر سے شائع ہوا۔ اس لئے اسکی ترسیل میں بھی دیر ہو گئی۔ ایجنٹ حضرات اور خریدار صاحبان کی اطلاع کے لئے اخبارات میں اعلان شائع کرا دیا گیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر کی نظر سے وہ اعلان نہیں گزرا۔ اس لئے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ پرچہ منگل کی بجائے بدھ کو بذریعہ ریل اور بدھ کی بجائے جمعرات کو بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا۔ پرچہ وقت پر طباعت کے لئے پنجاب پریس میں بھیج دیا گیا تھا۔ لیکن ۸ مئی ۱۹۵۹ء میں شائع شدہ مضمون کی وجہ سے پریس کی جو ضمانت ضبط ہوئی تھی اس سے اس کا سابقہ ڈیکلیریشن منسوخ ہو چکا تھا۔ لیکن پریس والوں کو اس قانون کا علم نہیں تھا۔ جس دن پرچہ طباعت کے لئے پریس میں بھیجا گیا۔ اسی دن حکومت کی طرف سے پریس کو مطلع کیا گیا کہ پریس بند کر دیا جائے اور "خدام الدین" شائع نہ کیا جائے۔

ان حالات میں پرچہ شائع کرنے کے لئے دوسرے پریس کا بندوبست کرنا ضروری تھا۔ ظاہر ہے کہ پریس تبدیل کرنے اور نئے پریس میں پرچہ چھپوانے کے لئے کچھ وقت درکار تھا۔ ان حالات میں پرچہ کی ترسیل میں دیر ہو جانا ناگزیر تھا۔ ایجنٹ اور خریدار صاحبان کی طرف سے پرچہ کی عدم موصولی کی اطلاعات آنی شروع ہو گئی ہیں۔ ہمیں اس کا احساس ہے۔ لیکن جو کچھ ہوا وہ ہمارے بس سے باہر تھا۔ امید ہے کہ اب تک سب کے پاس پرچہ پہنچ چکا ہوگا۔

الجزائر کا مسئلہ

الجزائر کا مسئلہ ایک بار پھر اقوام متحدہ میں پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پہلے جب یہ مسئلہ پیش کیا گیا تھا۔ تو بڑی طاقتوں نے اس کو اپنے مفاد پر قربان کر دیا۔ اب جبکہ یہ مسئلہ دوبارہ پیش ہونے والا ہے۔ فرانس اس کوشش میں ہے کہ اول تو اس کو پیش ہی نہ ہونے دیا جائے۔ اگر پیش ہو تو اس کو ناکام بنا دیا جائے۔ اس مقصد کے پیش نظر پہلے فرانس نے دھمکیوں سے کام نکالنا چاہا۔ لیکن جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو امریکہ سے خفیہ معاہدہ کر لیا۔ ہمیں مغربی طاقتوں اور روس سے انصاف کی کوئی امید نہیں اگر الجزائر کا مسئلہ حل کرنا ہے تو مسلم ممالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ فرانس کا بائیکاٹ کریں۔ اس سے تجارتی اور سفارتی ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔ ہم تو اس حد تک بھی جانے کیلئے تیار ہیں کہ انکو اقوام متحدہ کی رکنیت سے علیحدہ ہو جانیکی بھی فکر کرنی چاہیئے۔ اگر فرانس علیحدگی کی دھمکی دے سکتا ہے تو یہ کیوں علیحدہ نہیں ہو سکتے اس موقعہ پر ہم اقوام متحدہ سے بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ الجزائر کا مسئلہ آپکے ادارہ کا امتحان ہے۔ اگر آپ اس امتحان میں فیل ہو گئے تو آپکا ادارہ اپنا وقار کھو بیٹھیگا۔ ممکن ہے کہ یہ ناکامی اس کو لیگ آف نیشنز کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا ڈالے اس لئے حق و انصاف کے نام پر ہم آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ الجزائر کا ۴۴

۴۴ مسئلہ حل کرنے کیلئے فرانس کو مجبور کیا جائے۔

باشندگانِ الجزائر کے حق میں دُعا

(لال دین اخگر۔ بی اے۔ بی ٹی)

جزائر میں خداوندا ابھی اخیار باقی ہیں
ابھی ابرار باقی ہیں۔ ابھی احرار باقی ہیں

ترے قرآں کے نسخے ہیں۔ وہاں تیری مساجد ہیں
گنہگاروں میں پوشیدہ ہزاروں تیرے عابد ہیں

ضعیف و ناتواں مخلوق ہے معصوم بچّے ہیں
مسلّح دشمنوں کے بالمقابل وہ نہتّے ہیں

مسلماں ہیں، ترے محبوب کی اُمّت میں شامل ہیں
بہرصورت وہ تیرے ہیں عمل میں گرچہ کاہل ہیں

کہاں کفّارِ مکہ اَنْتَ فِیْہِمْ کی حفاظت میں
کہاں مقہور بندے اور ترے احمدؐ کی اُمّت میں

دلائل کے سہارے پر نہیں ہوں التجا کرتا
رسولِ انس و جاں کے واسطہ سے ہوں دُعا کرتا

بدرگاہِ تو آوردم دُعائے بے صدائے من
قبول اُفتد۔ زہے عزّ و شرف" حاجت روائے من

مرے مولا! غلامی سرتاپا ذِلّت ہے، لعنت ہے
غلامی نوعِ انساں کے لئے ادبار و نکبت ہے

غلامی دولتِ ایماں سے محرُوم کرتی ہے
غُلامی جذبۂ اسلام کو معدوم کرتی ہے

الٰہی! کامرانی دے۔ الٰہی! سرفرازی دے
مُسلمانوں کو پھر اسلاف سی شمشیر بازی دے

وُہی شوقِ عبادت دے۔ وُہی جوشِ شہادت دے
امانت دے، اخُوّت دے، وہی جذبۂ خدمت دے

رہائی دے خدائے دو جہاں مظلوم بندوں کو
تباہ کر دے، تباہ کر دے، فرانسیسی درندوں کو

ترے دشمن خداوندا۔ ترے قرآں کے دشمن
ترے بندوں میں ہر اک صاحبِ ایماں کے دشمن

یہ خونخواروں کا گلّہ۔ الجزائر میں نہ پھر آئے
الٰہی بستیٔ مظلوم سے ظالم نکل جائے
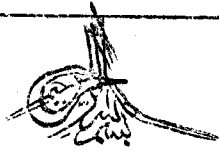
خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ر ستمبر ۱۹۵۹ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْد

ضلالۃ یعنی گمراہی ایک بہت بڑی

روحانی مہلک بیماری ہے

قرآن مجید سے گمراہوں کے مختلف حالات اور ان کے اعمال کے نتائج پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اور ان لوگوں کے اعمال کا آخری نتیجہ دوزخ کا داخلہ ہوتا ہے۔

تمہید

اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو یہ دُعا سکھائی ہے (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۰ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۰) سورۃ الفاتحہ

ترجمہ۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے۔

یعنی

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب کی پہلی سورت ہی میں اپنے بندوں کو گمراہوں کے راستے سے بچ کر دُنیا میں زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی ہے

برادرانِ اسلام

گمراہی کا مطلب یہی ہے کہ انسان کو اپنی منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لئے جس راستہ پر چلنا چاہیئے تھا۔ اسے چھوڑ کر دوسری طرف چل نکلے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس قدر وہ چلتا جائے گا۔ اسی قدر اپنی منزل مقصود سے دُور ہوتا جائے گا۔

صحیح راستہ

انسان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں ایسے طریقہ سے زندگی بسر کرے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اس مقصد میں راہ نمائی کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اعلان

ملاحظہ ہو:" وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" ۰ (سورۃ الانعام ع ۱۹۔ پ ۸) ترجمہ۔ اور بیشک یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ سو اسی کا اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

اس آیت میں پانچویں سطر

میں یہ فرمایا ہے۔" وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ" ۰ (سورہ الانعام ع ۲۰ پ ۸)

ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دو مقامات کا حاصل

اوپر کی سطروں میں جو دو مقامات قرآن مجید سے پیش کئے گئے ہیں۔ ان کا حاصل یہی نکلا کہ قرآن مجید ہی سیدھا راستہ ہے اور قرآن مجید ہی با برکت کتاب ہے۔ لہٰذا (دو مرتبہ) فرمایا کہ اسی قرآن مجید کی تابعداری کرو۔ لہٰذا یہ بات یقیناً ثابت ہو گئی۔ کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے اور اس کے دروازے پر پہنچانے والی کوئی چیز دنیا میں ہے تو وہ قرآن مجید ہے لہٰذا جس شخص نے سیدھا اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر پہنچنا ہو تو اس کا فرض ہے کہ قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔ خود اس کو پڑھ سکے تو پڑھے ورنہ عمر رسیدہ اور بال بچوں میں مصروف کو چاہیئے کہ اگر اُردو پڑھ سکتا ہو تو کسی محقق عالم کا مترجم قرآن مجید منگوا کر گھر میں رکھے اور روزانہ قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت کرے کہ پہلے آیت پڑھ لی۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھ لیا اور اس آیت پر کوئی حاشیہ ہے تو کبھی پڑھ لیا۔ اس مقصد کے لیئے شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ والا قرآن مجید منگوا لیں۔ ان حواشی میں قرآن مجید کی بقدر ضرورت تفسیر بھی آ جاتی ہے۔ اور مولانا مرحوم ایک بہت بڑے جید اور محقق عالم تھے اس لئے ان کی تحقیقات کو محققین علماء کرام بھی تسلیم کرتے ہیں

اس صحیح راستہ بتلانے والے (یعنی قرآن مجید) کی مخالفت کرنیوالوں کیلئے دنیا کی زندگی تلخ اور آخرت میں اندھا کرکے اٹھائے جانے کا اعلان

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ۰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ۰ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَھَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ۰ وَکَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ یُؤْمِنْ

بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی ۝ (سورۃ طٰہٰ رکوع، پ۱۶)

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیریگا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اُسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں (دنیا میں) بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلا دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

ذکر سے مُراد قرآن مجید ہے

مذکورۃ الصدر آیت کے فقرہ "اعرض عن ذکری" میں ذکر سے مراد قرآن مجید لیا جائے تو زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ اسی آیت کے بعد دوسری آیت میں ذکر سے اعراض کرنے والوں پر یہ فردِ جرم لگایا گیا ہے کہ "کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَھَا ۚ وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی"۔ ترجمہ اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلا دیا تھا"۔ یہ ظاہر ہے آیتوں سے مُراد قرآن مجید کی آیات ہی ہو سکتی ہیں۔ ورنہ مطلق ذکر کا لفظ تو اَللّٰہُ۔ سُبْحٰنَ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ان اذکار پر بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید کو اپنے شعبہائے زندگی میں

نظر انداز کرنے والوں کیلئے سخت خطرہ

برادران اسلام کتنے مسلمان ہیں جو اپنی دنیاوی زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن مجید کی راہ نمائی کے مطابق قدم نہیں اٹھاتے حالانکہ یہ چیز ہر کلمہ گو مسلمان کے پیشِ نظر ہونی چاہیئے تھی۔ برادران اسلام یہ یاد رکھیئے کہ قرآن مجید

انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں

ایسی راہ نمائی کرتا ہے۔ جس سے دنیا کا کام بھی سنور جائے اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے۔ اے مسلمان اگر تو قیامت کے دن

اندھا ہوکر اُٹھنے کی سزا

سے بچنا چاہتا ہے تو ہر معاملہ کو قرآن مجید کی روشنی میں سلجھا اور اگر تمہیں قرآن مجید نہیں آتا تو کسی عالم قرآن مجید کے پاس جا اور اس کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرکے عرض کر کہ حضرت اس معاملہ میں قرآن مجید کی روشنی میں میری راہنمائی فرمایئے۔ اور اگر میرے اس معاملہ کا قرآن مجید میں صراحۃً فیصلہ نظر نہیں آتا تو پھر ارشادات نبویہؐ کی روشنی میں میری راہ نمائی فرمایئے۔ کہ حضور انورؐ کے زمانہ میں اسی قسم کا ایک معاملہ پیش ہوُا تھا۔ اور آپؐ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ اگر سنت نبویہؐ سے فیصلہ مل جائے تو سر آنکھوں پر اور اگر بالفرض حضور انورؐ کے زمانہ مبارکہ میں ایسی کوئی صورت سامنے نہیں آئی تو پھر کسی جیّد عالم سے پوچھئے کہ کیا خیرالقرون میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی اجماعی فیصلہ ہوُا تھا تو اس پر عمل کر لیجئے تو بھی انشاء اللہ تعالےٰ نجات ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس مسلک پر عمل کرنے والا شخص قیامت کے دن اندھا ہو کر نہیں اُٹھے گا۔ ذکر الٰہی کی جو معنی بیان کی گئی ہے کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے اس نازل کردہ ذکر کی پوری پوری حفاظت فرمائی ہے۔ اس کی شہادت میں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پُرلطف چیز تحریر فرمائی ہے۔ "یعنی تمہارا استہزاء (ٹھٹھا کرنا) و تعنت اور قرآن لانے والے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو اس قرآن کے اُتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اُترا ہے بدوں ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچکر رہے گا۔ اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ و مصئون رکھا جائے گا زمانہ کتنا ہی بدل جائے۔ مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم اور حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں پر قرآن کی صوری اور معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہونگی۔ لیکن اس کے ایک لفظ کو گم نہ کر سکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا۔ جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے۔ "میور" کہتا ہے۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں۔ دُنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہٖ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں۔ جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا کیا۔ جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی۔ کاتبوں نے رسم الخط کی قاریوں نے طرز ادا کی۔ حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی۔ کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زبر زیر تبدیل نہ ہو سکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے۔ کسی نے آئتیں شمار کیں۔ کسی نے حروف کی تعداد بتلائی۔ حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جا سکتی۔ جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔ خیال کرو آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دو تین جزو کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے۔ وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے کس طرح فرفر سنا دیتا ہے پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے

یا اعراب کی فروگذاشت ہو جائے۔ تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے۔ چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں۔ حفظ قرآن کے متعلق یہی اہتمام و انتظام عہد نبوت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے۔ اسی کی طرف وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ فرما کر اس وقت کے منکرین کو توجہ دلائی۔

اب قرآن مجید سے منہ موڑنیوالے گمراہوں کے مختلف حالات ملاحظہ ہوں

۱

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۃ الزمر ع ۳ - پ ۲۳) ترجمہ - سو جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے۔ ان کے لئے بڑی خرابی ہے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

نتیجہ

صاف ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا کوئی اثر نہیں نہ اس سے ڈرتے ہیں اور نہ اس سے محبت کی لو لگاتے ہیں۔ نہ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ کھلم کھلا گمراہی میں ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

برادران اسلام

ان مذکورۃ الصدر سطروں کو آنکھیں کھول کر اور دماغ کو حاضر کر کے پڑھیئے اور پڑھنے کے بعد اپنی حالت پر غور کیجیئے کہ کہیں ہم ہی تو اس ندہ میں نہیں آئے ہوئے۔ وما علینا الا البلاغ

گمراہوں کے حالات ۲

(اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۲ - پ ۲۵) - اللہ ہی ہے جس نے سچی کتاب اور ترازو نازل کی اور آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہو۔ اس کی جلدی تو وہی کرتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ خبردار بے شک جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید بالکل ٹھیک نازل فرمایا ہے۔ کیونکہ اس میں انسان کے لئے مکمل راہ نمائی ہے ایماندار تو قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس سے ڈرتے ہیں کہ خدا جانے قیامت کے دن ہمارے حق میں کیا نتیجہ نکلے۔ اور جو لوگ قیامت کی آمد پر جھگڑتے ہیں۔ وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

گمراہوں کے حالات ۳

(وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝) - (سورۃ الزخرف رکوع ۴ پ ۲۵) - ترجمہ - اور جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کرتے ہیں۔ پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور شیاطین آدمیوں کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ (آدمی) ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا۔ اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی۔ پس کیسا برا ساتھی ہے اور آج تمہیں یہ بات ہرگز نفع نہ دے گی۔ چونکہ تم نے ظلم کیا تھا بیشک تم سب عذاب میں شریک ہو۔ پس کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں اور انہیں جو صریح گمراہی میں ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ شیطان کا مسلط ہونا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہونے کی پھٹکار ہے۔ اے رحمۃ للعلمین جس طرح آپ بہرے کو سنا نہیں سکتے اندھے کو دکھا نہیں سکتے۔ اسی طرح جو شخص شیطان کا متبع ہو کر گمراہی کے گڑھے میں جا گرے۔ اسے کس طرح راہ راست پر لا سکتے ہیں۔

گمراہوں کے حالات ۴

(اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِۨ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰــهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ (سورۃ ق ع ۲ - پ ۲۶) ترجمہ - (حکم ہوگا) تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈالدو جو نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے ڈالا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا۔ پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہمنشین کہے گا۔ اے ہمارے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ خود ہی بڑی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ فرمائے گا۔ تم میرے پاس مت جھگڑو اور میں تو پہلے تمہاری طرف اپنے عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا۔ میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی اور نہ ہی میں بندوں کے لئے ظالم ہوں۔ جس دن ہم دوزخ سے کہینگے کیا تو بھر چکی اور وہ کہیگی کیا کچھ اور بھی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں گمراہ رہنے کا نتیجہ قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہونے کا سبب بن جائے گا۔ اور دنیا میں اس شخص کو گمراہ کرنے والا جو شیطان تھا۔ وہ عرض کریگا کہ اے اللہ میں نے تو اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ خود بہت دور گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔

گمراہوں کے حالات ۵

(وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا

قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۵ - پ ۲۲) - (ترجمہ - اور کسی مومن مرد یا عورت کو لائق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ کے بعد کسی شخص کو اس کی تبدیلی کا حق نہیں ہے۔ جو شخص بھی اس فیصلہ کے خلاف کریگا گویا کہ کھُلم کھلا گمراہی میں جا پڑا۔

گمراہوں کے حالات

۶

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ (سورۃ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳) - ترجمہ - ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا - ایسی ہے کہ ان کے اعمال گویا راکھ ہیں کہ جسے آندھی کے دن ہوا اُڑا کر لے گئی ہو جو کچھ انہوں نے کمایا تھا۔ اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہ رہا ہو یہ بھی بڑی دُور کی گمراہی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے اپنے رب کے ماننے سے انکار کیا۔ ان کے اعمال اس طرح ضائع ہو جائیں گے جس طرح تیز آندھی کے دن ہوا راکھ کو اڑا کر لے جائے اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے۔

گمراہوں کے حالات

۷

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝) - (سورۃ الاعراف ع ۳ - پ ۸) ترجمہ - کہدو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے مُنہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو - جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے - اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک جماعت پر گمراہی ثابت ہو چکی انہوں نے اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کی دو قسمیں ہیں - ایک ہدایت یافتہ اور دوسرا گمراہ - اس گمراہ فرقہ نے اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی سے منہ موڑ کر شیطانوں کو اپنا راہ نما بنا یا ہوا ہے - یہ گمراہ در اصل شیطانوں کے دوست ہیں اور انہیں کا کہا مانتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ ہم ہدایت پانیوالے ہیں - معلوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بدنصیبوں کی عقل سلب کر لی ہے کہ وہ اپنے حق میں خیر اور شر - مفید اور مضر - بلکہ اپنے خیر خواہ اور بدخواہ کا فیصلہ نہیں کر سکتے - اللھم لاتجعلنا منھم آمین یا الہ العالمین۔

سات نمونے چشم بصیرت کھولنے کیلئے کافی ہیں

تحریر سابق میں قرآن مجید کے تجویز کردہ راہ راست سے بھٹکنے والوں کے سات نمونے پیش کر چکا ہوں - جن میں گمراہوں کے حالات ان کی روش اور اس غلط روش کے نتائج مہلکہ پیش کر چکا ہوں - اگر فطرۃ سلیمہ کا نورِ خداداد مادر زاد کسی انسان کا بجھ نہ گیا ہو تو انشاء اللہ تعالےٰ یہ سات مقامات کے نقشے گمراہی کے گڑھے سے نکال کر اور شیطانوں کے پھندے سے نکال کر راہ راست پر لانے کیلئے کافی اور شافی اور وافی ہیں - وما علینا الا البلاغ ؎

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۸ر صفر المظفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۳ر ستمبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تزکیۂ نفس کی برکات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد

عرض یہ ہے کہ ہمارا یہ اجتماع جو ہر جمعرات کو ہوتا ہے۔ اصل میں اُن احباب کے لئے منعقد ہوتا ہے۔ جن کا مجھ سے بیعت کا تعلق ہے۔ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق درست ہو جائے اور وہ ہم سے راضی ہو جائے اور ہم امراضِ روحانی سے شفایاب ہو کر دنیا سے رخصت ہوں اللہ ھُو کے پاک نام سے واقعی اللہ تعالیٰ سے انسان کا تعلق درست ہو جاتا ہے اگر اس تعلق میں خلل پڑ جائے۔ تو اللہ ھُو کے پاک نام کی برکت سے محسوس ہوتا ہے کہ تعلق بگڑ گیا ہے۔ پھر اس کو درست کرنے کی کوشش کرنے سے دوبارہ درست ہو جاتا ہے۔

تعلق باللہ

جس طرح ہر انسان چاہتا ہے کہ اسکی جسمانی صحت درست ہو۔ اسی طرح ہر کلمہ گو کی یہ خواہش ہونی چاہیئے کہ اسکی روحانی صحت درست ہو۔ روحانی صحت کے درست ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا تعلق باللہ درست ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے۔

جسمانی صحت

جن کی جسمانی صحت بگڑ جاتی ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ جو طب یونانی یا ڈاکٹری کے ماہر ہیں۔ وہ اپنی بیماری کی تشخیص کر کے اس کا خود علاج کر لیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ فلاں بدپرہیزی کی تو زکام ہو گیا اور فلاں بدپرہیزی کا نتیجہ اعضاء شکنی اور بخار ہوا۔ (۲) وہ جو طب یونانی یا ڈاکٹری سے ناواقف ہیں۔ یہ کسی طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جا کر اپنا علاج کراتے ہیں۔

روحانی صحت

جن کی روحانی صحت بگڑ جاتی ہے۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ وہ جو طب روحانی کے ماہر ہیں۔ چونکہ یہ کامل کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہ کر اپنی تربیت کرا چکے ہیں۔ اس لئے اپنی صحت روحانی کا خود علاج کر سکتے ہیں۔ ۲۔ وہ جو طب روحانی سے ناواقف ہیں۔ وہ اپنی صحت روحانی کا علاج نہیں کر سکتے۔ ان کو کامل سے اپنا علاج کرانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

نفس اور شیطان ہر مرد و زن کے ساتھ ہیں۔ یہ دونوں ہر وقت بہکاتے رہتے ہیں۔ تاکہ تعلق باللہ بگڑ جائے۔ جس طرح انسان کی جسمانی صحت کبھی بنتی اور کبھی بگڑتی ہے۔ اسی طرح روحانی صحت بھی کبھی بنتی اور کبھی بگڑتی ہے۔ بعض جسمانی امراض مہلک ہوتے ہیں۔ مثلاً دق۔ اس کا علاج نہ طبیبوں اور نہ ڈاکٹروں کے پاس ہے۔ اسی طرح بعض رُوحانی امراض بھی مہلک ہوتے ہیں۔ مثلاً کفر۔ شرک اور نفاق اعتقادی۔ یہ تینوں مہلک روحانی امراض ہیں

باغی اور بدمعاش

باغی سرے سے ہی قانون کو تسلیم نہیں کرتا۔ باغی کو کوئی بادشاہ نہیں بخشتا۔ وہ حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا ہے اس لئے اس کے لئے تختۂ دار ہے بدمعاش قانون کو تو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن عملاً اسکی مخالفت کرتا ہے۔ مثلاً چور باغی نہیں۔ بلکہ بدمعاش ہے۔ چور سزا بھگت کر جیل سے نکل آتا ہے۔ کافر۔ مشرک اور نفاق اعتقادی کے منافق باغی ہیں۔ ان کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات ہے۔ جو دل سے قانون الٰہی کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن عمل کے لحاظ سے قصور وار ہیں۔ ان کو فاسق کہتے ہیں۔ یہ باغی نہیں۔ ان کے لئے شفاعت بھی ہے اور نجات بھی ہے۔ میں جرأت سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں کفر شرک اور نفاق اعتقادی موجود ہے۔

تعلیم اور تزکیہ نفس

رسول اللہ صلعم کے ذمہ چار فرض تھے آج میں ان میں سے صرف دو کا ذکر کرونگا وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ الآیہ (سورۃ الجمعۃ ع ۱ پ ۲۸)۔ (ترجمہ۔ اور وہ (پیغمبر) ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے)۔

تعلیم اور چیز ہے۔ تزکیہ اور چیز ہے تعلیم ظاہر کی ہوتی ہے اور تزکیہ باطن کے امراض سے شفایاب ہونے کا نام ہے رسول اللہ صلعم صحابہ کرام رض کو قرآن مجید کی تعلیم بھی دیتے تھے اور ان کے باطن کو امراض روحانی سے پاک بھی فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلعم کے حضور میں صحابہ کرام رض کا تزکیہ نفس وہباً ہوتا تھا۔ اب کسباً حاصل کرنا پڑتا ہے اس کی مثال میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ جب سورج نکلا ہوا ہو تو ہر ایک کو روشنی مفت ملتی ہے۔ کسی کو اپنا چراغ جلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن سورج غروب ہو جانے کے بعد ہر ایک کو روشنی حاصل کرنے کے لئے اپنا چراغ جلانا پڑتا ہے۔ رسول اللہ صلعم کی صحبت میں تزکیہ نفس وہباً حاصل ہوتا تھا اب کسباً حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے اولیاء کرام نے اوراد تجویز کر رکھے ہیں۔ ان کو پڑھنے سے جب انسان کی تکمیل ہو جاتی ہے تو انسان خود تمیز کر سکتا ہے کہ صحت روحانی بحال ہے یا نہیں

صحت کی بحالی

صحت جسمانی کی بحالی یہ ہے کہ انسان کو بھوک لگے اور جو غذا کھائے وہ ہضم ہو جائے۔ صحت روحانی کی بحالی یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ بلائے تو فوراً حاضر ہو جائے اور اس کا شکریہ بجا لائے کہ اس نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کا موقعہ عطا فرمایا۔ حسد۔ کبر۔ عجب ریا وغیرہ امراض روحانی ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کے دروازہ سے دُور کر دیتے ہیں۔ انسان ان بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کو پتہ نہیں لگتا تربیت کے بعد انسان کو ان امراض روحانی کا پتہ لگتا ہے۔ جس طرح بچہ جب پانچ جماعت تک پڑھ جاتا ہے تو اس میں کچھ استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح

طالب صادق جب ذرا رواں ہو جاتا ہے تو اس کو احساس شروع ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں گناہ کی شامت پڑی ہے۔ عامی آدمی نہیں سمجھتا۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سدا ہی اپنے دروازہ پر لائے اور اللہ ھُو کا ذکر بکثرت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

تربیت یافتہ

انسان اول تو گناہوں سے بچتا ہے اگر ہو جائے تو اللہ تعالےٰ اس کو توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ سے اس کا معاملہ صاف ہوتا رہتا ہے جن کی تربیت نہیں ہوئی۔ وہ گناہ کریں گے۔ لیکن اس کا احساس نہ ہوگا۔ ہادی نشیب و فراز سے آگاہ کرتا ہے جیسے طبیب مریض کو اس کی بیماری کا احساس دلاتا ہے اور پھر اس کا علاج کرتا ہے۔ مریض کو نہ بیماری کا صحیح علم ہوتا ہے اور نہ وہ علاج کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو امراض روحانی کا احساس نہیں ہوتا اگر گناہ کا احساس نہ ہو تو توبہ کی توفیق نہ ہوگی۔ توبہ کی توفیق نہ ہوگی۔ تو گناہوں کے انبار لگ جائیں گے اور ان گناہوں کی وجہ سے مرنے کے بعد قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔

عذاب قبر

کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ دائمی کافر، مشرک اور نفاق اعتقادی کے منافق کے لئے عذاب قبر دائمی ہوتا ہے۔ ان کو جہنم میں بھی ہمیشہ رہنا پڑے گا۔ ۲۔ عارضی جن کے دل میں ایمان ہے۔ لیکن کسی گناہ میں مبتلا ہو گئے اور بدقسمتی سے اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ سے صاف نہ کر سکے۔ ان کو اس گناہ سے پاک کرنے کے لئے عارضی طور پر عذاب قبر میں مبتلا کیا جائے گا۔ گناہ کی سزا بھگتنے کے بعد عذاب ٹل جائے گا۔

اللہ ھُو

کا پاک نام ہی کسی کامل سے سیکھنا پڑتا ہے۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اول تو کامل کا ملنا مشکل۔ کامل نایاب نہیں۔ کم یاب ضرور ہیں۔ اگر مل جائے تو ہر شخص ان سے فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ فیض حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عقیدت۔ ادب اور اطاعت میں فرق نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر ایک تار بھی کٹ جائے۔ تو طالب مارا جاتا ہے۔ اللہ ھُو کے پاک نام کی برکت سے جو عجائبات کے دروازے کھلتے ہیں۔ ان کا پتہ اسی شخص کو ہو سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ یہ نعمت عطا فرماتا ہے۔ کونین کا ذرہ بتلاتا ہے کہ مجھ میں کڑواہٹ ہے۔ تو کیا اللہ ھُو کے نام میں کوئی تاثیر نہیں۔ ان میں بے شمار خاصیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک ہے حلال اور حرام کی تمیز اللہ ھُو کا جتنا زیادہ ورد ہوگا۔ اتنی ہی زیادہ حلال و حرام کی تمیز ہوگی۔ تزکیہ نفس نہ ہو تو عالم بھی باطن کے اندھے ہوتے ہیں۔

باطن کی آنکھیں

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ آنکھیں دو قسم کی ہیں ۱۔ ظاہری آنکھیں ۲۔ باطن کی آنکھیں۔ باطن کی آنکھوں کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ (سورۃ الحج۔ ع ۶ پ ۱۷)۔ (ترجمہ۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں)۔

باطن کا اندھا حلال کے ساتھ حرام بھی کھا جائے گا۔ حرام خوری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) باب الکسب و طلب الحلال۔ الفصل الثانی)۔ (حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حرام سے پرورش پانے والا گوشت جنت میں داخل نہیں ہوگا اور حرام سے پرورش پانے والا ہر گوشت اس قابل ہے کہ (دوزخ کی) آگ اس کو اپنے اندر سمیٹے) تزکیہ نفس نہ ہوا تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اہل اللہ کے تزکیہ نفس کے لئے تجویز کردہ اوراد و وظائف کو جزو ایمان قرار نہیں دیتے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ان مجوزہ طریقوں سے استفادہ نہ کرے اس کیلئے حلال اور حرام کی تمیز ناممکن ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے اور جو تزکیہ نفس کی برکات کے منکر ہیں۔ ان کو ہدایت عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین

رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں دگنا ثواب

کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں دُہرا ثواب ہوتا ہے (کنز)

حضرت میمونہؓ نے ایک باندی کو آزاد کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اسے اپنے ماموں کو دے دیتیں تو بہت افضل تھا۔ معلوم ہُوا کہ صدقات میں اگر کوئی دین کی ضرورت اہم نہ ہو تو عام صدقہ سے اپنے رشتہ داروں پر صدقہ کرنا افضل ہے۔ البتہ اگر کوئی دین کا کام درپیش ہو تو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا ثواب سات سو گنا تک ہو جاتا ہے۔

کلام پاک میں بھی اللہ پاک نے کئی جگہ اہل قرابت کی خیر خواہی - ان کو دینے کا حکم اور اس کی ترغیب فرمائی ہے اور جس چیز کو اللہ پاک نے اپنے کلام میں بارہا ارشاد فرمایا ہو تو اس کی اہمیت کا کیا ٹھکانا۔

توراۃ میں بھی لکھا ہے کہ اللہ سے ڈرتا رہ اور صلہ رحمی کرتا رہ۔ میں تیری عمر بڑھا دونگا سہولت کی چیزوں میں تیرے لئے سہولت پیدا کردوں گا اور مشکلات کو دور کردوں گا۔

سورۃ نساء کے پہلے رکوع میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ یعنی اللہ سے ڈرتے رہو۔ جس سے کہ اپنی حاجت طلب کرتے ہو۔ اور رشتہ داروں سے ڈرتے رہو۔ یعنی ان کو جوڑے رہو۔ توڑو نہیں۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ یعنی رشتہ داروں کا جو حق نیکی اور صلہ رحمی کا ہے۔ وہ ادا کرتے رہو۔ تیسری جگہ ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۝ یعنی اللہ تعالےٰ توحید کا اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کا حکم فرماتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا اور ان سے درگذر کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور رشتہ داروں کو دینے کا یعنی صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں تین چیزوں کا حکم فرمانے کے بعد تین چیزوں سے منع کیا ہے۔ فحش سے یعنی گناہ سے اور منکر سے یعنی ایسی بات سے جس کی شریعت میں اور سنت میں اصل نہ ہو۔ اور ظلم سے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی تم کو نصیحت فرماتے ہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

حضرت عثمان بن مظعونؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ سے مجھے بہت محبت تھی۔ حضورؐ نے مجھے اسلام لانے کو فرمایا تو میں مسلمان ہو گیا۔ لیکن میرے دل میں اسلام نے اچھی طرح گھر نہیں کیا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حضورؐ کی صحبت میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ حضورؐ مجھ سے باتیں کرتے کرتے کسی دوسری طرف متوجہ ہوگئے۔ جیسے کسی اور سے باتیں کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ جبرئیلؑ آئے تھے۔ اور یہ آیت مبارکہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ آخر تک نازل ہوئی ہے۔ مجھے اس مضمون سے بہت مسرت ہوئی۔ اور اسلام میرے دل میں جم گیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر ابوطالب (حضورؐ کے چچا)، کے پاس گیا (جو مسلمان نہ ہوئے تھے) میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے بھتیجے کے پاس سے آرہا ہوں۔ ان پر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ابوطالب نے کہا کہ محمدؐ کا اتباع کروگے تو بیڑا پار ہو جائیگا خدا کی قسم وہ تو اچھی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور عمدہ اخلاق سکھاتے ہیں۔ یہ ایسے شخص کی رائے ہے جو خود مسلمان بھی نہیں ہے اور وہ اس کا اقرار کرتا ہے کہ اسلام کی تعلیم بہترین تعلیم ہے اور وہ بہتر سے بہتر اخلاق سکھاتی ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ آج ہم مسلمانوں ہی کے اخلاق سب سے زیادہ گرے ہوئے ہیں۔ اب اس اہم واقعہ کی طرف نظر دوڑائیے کہ حضورؐ کی بیوی اور سارے مسلمانوں کی ماں۔ ان پر اولاد کی طرف سے بے بنیاد تہمت لگائی جائے۔ اور اس کو پھیلانے والے بھی وہی قریبی رشتہ دار ہوں۔ جن کا گزر اوقات ان کے باپ ہی کی اعانت پر ہو۔ اس پر باپ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جس قدر بھی رنج اور صدمہ ہو وہ ظاہر ہے۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ترغیب کہ معاف کریں۔ اور درگذر کریں اور حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف سے یہ عمل کہ جتنا پہلے خرچ کرتے تھے اس میں اضافہ فرمایا۔

اب یہاں ہم کو بھی اپنے اپنے گریبانوں میں مُنہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہم بھی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ایسا معاملہ کر سکتے ہیں کہ کوئی ہم پر الزام رکھے اور ہم رشتہ دار کی قرابت پر نگاہ رکھتے ہوئے کسی قسم کی امداد اس کی گوارا کر لیں۔ حاشا و کلا عمر بھر کی اس سے نہیں بلکہ اس کی اولاد سے بھی دشمنی بندھ جائے گی بلکہ جو رشتہ دار اس سے تعلق رکھیں گے ان کا بھی بائیکاٹ کر دینگے اور جس کسی تقریب میں شریک ہوں گے۔ مجال ہے کہ ہم اس میں شرکت کر لیں کیوں! فقط اس لئے کہ یہ لوگ ایسے شخص کی تقریب میں یا دعوت میں شریک ہوگئے جس نے ہمیں گالی دی تھی۔ ہماری آبرو خراب کردی تھی اور ہماری بہو بیٹی پر تہمت لگا دی تھی چاہے یہ لوگ اس گالی دینے والے کے فعل سے کتنے ہی ناراض ہوں۔ مگر اس کی تقریب میں شرکت کے جرم میں ان سے بھی ہمارا قطع تعلق ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ ہم خود بھی اس کی اعانت سے ہاتھ نہ روکیں۔ اور ہمارا عمل یہ ہے کہ کوئی دوسرا بھی اس کی دعوت کرے تو ہم دوسرے سے بھی تعلقات منقطع کر دیں۔ لیکن جس کے دل میں حقیقی ایمان ہے۔ اللہ کی محبت اور اس کی عظمت ان میں راسخ ہے۔ اس کے پاک ارشاد کی ان کو وقعت ہے۔ انہوں نے اس پر عمل کرکے دکھا دیا کہ اطاعت کرنا اس کو کہتے ہیں۔ مطیع ایسے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی عالی شان کے موافق ان پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی شان کے موافق ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیے۔ آخر یہ حضرات بھی جذبات رکھتے تھے۔ غیرت اور حمیّت کے بھی مالک تھے، ان کے سینوں میں دل اور اس میں جذبات بھی تھے۔ لیکن اللہ کی رضا کے سامنے کیسا دل اور کہاں کے جذبات، کیسی غیرت اور کہاں کی بدنامی خوشنودی ہونے کے مقابلہ میں سب کچھ فنا تھا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ غریب پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ حضورؐ کا ارشاد ہے ایک اشرفی جو تو اللہ کے راستے میں خرچ کرے۔ ایک اشرفی غلام آزاد کرانے

ہیں۔ ایک اشرفی کسی فقیر کو دے اور ایک اشرفی تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے ان میں سے افضل یہی ہے کہ تو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے۔ بشرطیکہ محض اللہ کے واسطے خرچ کیا جائے اور وہ ضرورت مند بھی ہوں۔

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے کسی بھائی کی ایک درم سے مدد کروں۔ یہ مجھے زیادہ پسند ہے دوسرے پر بیس درم خرچ کرنے سے۔ اور میں اس پر سو درم خرچ کردوں یہ زیادہ محبوب ہے ایک غلام آزاد کرنے سے۔ (احیاء۔ اتحاف)

ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی خود ضرورت مند ہو تو وہ مقدم ہے جب اپنے سے زائد ہو تو عیال مقدم ہے۔ اس سے زائد ہو تو دوسرے رشتہ دار مقدم ہیں ان سے زائد ہو تو پھر اِدھر اُدھر خرچ کرے (کنز)

ایک مرتبہ حضورؐ نے عورتوں کو خاص طور پر صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مشہور صحابی اور فقہاء میں سے ہیں۔ ان کی اہلیہ حضرت زینب نے ان سے کہا کہ آج حضورؐ نے ہمیں صدقہ کرنے کو حکم دیا ہے۔ تمہاری مالی حالت کمزور ہے۔ اگر تم حضورؐ سے جاکر یہ پوچھ لو کہ میں صدقہ کا مال تمھیں دے دوں۔ تو یہ کافی ہے یا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم خود ہی جاکر دریافت کرلو (کہ ان کو اپنی ذات کے لئے دریافت کرنے میں غالباً حجاب اور خود غرضی کا خیال ہوا ہوگا) حضرت زینب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہاں دروازے پر دیکھا کہ ایک عورت بھی کھڑی ہے۔ اور وہ بھی یہی مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہے لیکن حضورؐ کے رُعب کی وجہ سے دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اتنے میں حضرت بلالؓ آ گئے۔ ان دونوں نے ان سے درخواست کی کہ حضورؐ سے عرض کر دیں کہ دو عورتیں کھڑی ہیں اور یہ دریافت کرتی ہیں کہ اگر وہ اپنے خاوندوں پر اور جو یتیم بچے پہلے خاوندوں سے ان کے پاس ہیں۔ ان پر صدقہ کردیں۔ تو یہ کافی ہے۔ حضرت بلالؓ نے حضورؐ کی خدمت میں پیام پہنچایا حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ کون عورتیں ہیں؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ ایک فلاں عورت انصاریہ ہیں اور ایک عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینب ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں ان کے لئے دوگنا ثواب ہے صدقہ کا بھی اور قرابت کا بھی۔ (مشکوٰۃ)

باقی صفحہ ۲۰ پر

دارالعلوم دیوبند کی حیرت انگیز غیبی نصرت

(از حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ رحیمیہ ڈونگہ بونگہ)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

من کان للہ کان اللہ لہ

دارالعلوم دیوبند کے کمالات اور اس کے بنانے والوں کے اخلاص و کرامات پر اگر قلم کو حرکت میں لایا جائے تو ہزاروں، لاکھوں دفتر لکھے جا سکتے ہیں مگر انتہا اور اختتام پر پہنچنا پھر بھی مشکل ہے۔ اس لئے بندہ بطور نمونہ کے چند واقعات جو کہ دارالعلوم دیوبند کی نصرت پر مبنی ہیں عرض کرتا ہے۔ تعصب کی پٹی کھول کر آنکھوں سے ملاحظہ فرماکر اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

مخالفین کے سرغنہ ایک تحصیلدار نے دارالعلوم دیوبند کی رپورٹ کی کہ اس میں فوجی ٹریننگ دی جاتی ہے اور کابل سے مل کر سازش کی جاتی ہے کہ انگریزوں کا تختہ الٹ دیں اس وقت ایک انگریز جس کے پاس وہ کاغذات تھے گاڑی سے سفر کر رہا تھا اچانک دیوبند جب گاڑی ٹھہری تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کونسا اسٹیشن ہے بتایا گیا دیوبند ہے۔ بہت ہی آگ بگولا ہو کر کہنے لگا وہ دیوبند ہے جس کی رپورٹ ہے میں اس کی تفتیش فلاں تاریخ کو کروں گا اس کی اطلاع حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو دی گئی۔ حضرت مولانا کچھ دیر سرنگوں ہوئے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ مردود انشاء اللہ کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ جاؤ کام کرو۔ وہ آہی نہیں سکے گا۔ اس کے بعد جب وہ تاریخ قریب آئی تو دیوبند کے اردگرد اتنی وباء پھیلی کہ انگریز نہ آیا۔

اس کے بعد سی آئی ڈی نے پھر مفصل رپورٹ کی کہ دارالعلوم دیوبند میں فوجی ٹریننگ دی جاتی ہے اور وہ کابل سے مل کر حکومت برطانیہ کا تختہ الٹ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے دارالعلوم دیوبند کی تفتیش کرکے مدرسہ کو فوراً ختم کیا جاوے ورنہ اس دارالعلوم کا سخت خطرہ ہے — غرضیکہ بہت ہی مفصل رپورٹ ہوئی تو حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ نے شیخ عبداللہ گھاس فروش سے کہا کہ رپورٹ ہو گئی ہے اور انگریز تفتیش کے لئے آئے گا۔ خیال رکھنا۔ یہ شیخ عبداللہ اس وقت دیوبند میں گھاس فروخت کیا کرتے تھے۔ جب گھاس کی گٹھڑی لاتے تو لوگ دوڑ کر ایک دوسرے سے بڑھ کر لینے میں عجلت کرتے وہ چھ پیسوں کی گھاس بیچا کرتے دو پیسے خرچ کرتے۔ دو پیسے خیرات کرتے، دو پیسے جمع کرتے جب کچھ جمع ہو جاتے تو حضرت گنگوہیؒ حضرت نانوتویؒ وغیرہم حضرات کی دعوت کرتے اور کبھی سال کے بعد دعوت کرنے کا موقعہ آتا ان کی دعوت کھاکر یہ حضرات فرماتے کہ چالیس دن تک اس حلال کے لقمے سے ایسا اثر رہتا ہے کہ وہ انوار آتے ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں اور ہمیشہ پھر سال تک ان کی دعوت کا انتظار رہتا۔ غرضیکہ یہ شیخ عبداللہ بھی بہت اونچی شان اور عالی مقام کے آدمی تھے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی بات کو غور سے سن کر کئی دن تک روپوش رہے ایک دن اچانک ہنستے ہنستے آئے اور کہنے لگے۔ حضرت جی! مطمئن ہوکر پڑھاتے رہئے کوئی فکر نہ کریں۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوا تھا اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مفصل رپورٹ پیش کرکے عرض کی۔ میرے آقا دیوبند پر اس وقت سخت مصیبت ہے۔ دعا فرمائیے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ ان کو کہہ دو تسلی سے تعلیم کا کام کرتے رہیں ان کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکیگا۔ سو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا پورا اطمینان کر لیا ہے۔ آپ اپنا کام کریں۔ اس کے حامی خود سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کے محافظ باری تعالیٰ ہیں۔ اس لئے فکر کی بات نہیں۔ لکھا ہے کہ پھر ایک دن جبکہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھا رہے تھے وہ انگریز آیا۔ لکھنے کو تو کچھ اور آیا تھا مگر انگریز نے دیوبند کی اتنی تعریف لکھی کہ پھر کسی مخالف کو شرم کے مارے موقعہ شکایت ہی نہ مل سکا۔ (باقی پھر)

ایم عبد الرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

مومنین سے اللہ تعالیٰ کا خطاب

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ط ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۵ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ج فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ط ھُوَ مَوْلٰکُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ پ۱۷ ع ۱۷

(ترجمہ) اے ایمان والو! رکوع کرو۔ اور سجدہ کرو۔ اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور اللہ کے واسطے محنت کرو جیسا کہ اس کے واسطے محنت کرنی چاہیئے اس نے تم کو پسند کیا۔ اور تم پر دین میں کچھ مشکل نہیں رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا پہلے سے اور اس قرآن میں تاکہ تم پر رسول، بتانے والا ہو اور تم لوگوں پر بتلانے والے ہو، سو قائم رکھو نماز اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو مضبوط پکڑو، وہ تمہارا مالک ہے سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار ہے سترھواں پارہ سورہ حج کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ مؤمنین سے خطاب فرماتے ہیں

۱۔ تم صرف اپنے رب کی بندگی پر لگے رہو۔ اسی کے آگے جھکو، اسی کے حضور میں پیشانی ٹیکو، اور اسی کے لئے دوسرے بھلائی کے کام کرو۔ تاکہ دنیا و آخرت میں تمہارا بھلا ہو

۲۔ اپنے نفس کو درست رکھنے اور دنیا کو درستی پر لانے کے لئے پوری محنت کرو جو اتنے بڑے اہم مقصد کے شایانِ شان ہو۔ آخر دنیوی مقاصد میں کامیابی کے لئے کتنی محنتیں اٹھاتے ہو۔ یہ تو دین کا اور آخرت کی کامیابی کا راستہ ہے۔ جس میں جس قدر محنت برداشت کی جائے انصافاً تھوڑی ہے۔ مجاہدہ میں ہر قسم کی زبانی، قلبی، مالی، اور بدنی کوشش شامل ہے۔ اور جہاد کی تمام قسمیں (جہاد مع النفس جہاد مع الشیطان، جہاد مع الکفار، جہاد مع البغاۃ، جہاد مع المبطلین) اسی میں شامل ہیں۔

۳۔ اے مؤمنین اللہ تعالیٰ نے تم کو پسند کیا اور تم پر تمہارے دین میں کوئی مشکل نہیں رکھی۔ تمہیں سب سے اعلیٰ اور افضل پیغمبر دیا اور تمام شریعتوں سے اکمل شریعت عنائیت کی۔ تمام دنیا میں خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے تم کو چھانٹ لیا اور سب امتوں پر فضیلت بخشی دین میں کوئی ایسی مشکل نہیں رکھی جس کا اٹھانا کٹھن ہو۔ احکام میں ہر طرح کی رخصتوں اور سہولتوں کا لحاظ رکھا ہے یہ دوسری بات ہے کہ تم خود اپنے اوپر ایک آسان چیز کو، مشکل بنالو۔

۴۔ یہ دین تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے۔ اُسی نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا۔ اور اس قرآن میں بھی

ابراہیمؑ چونکہ حضورؐ کے اجداد میں سے ہیں۔ اس لئے ساری امت کے باپ ہوئے یا یہ مراد ہو کہ عربوں کے باپ ہیں کیونکہ قرآن کے اولین مخاطب وہی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں اور اس قرآن میں تمہارا نام مسلم رکھا۔ جس کے معنی فرمانبردار اور وفا شعار کے ہیں ابراہیمؑ نے پہلے تمہارا یہ نام رکھا تھا۔ اور اس قرآن میں شاید اُن ہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو۔ بہرحال تمہارا نام مسلم ہے گو اور امتیں بھی مسلم تھیں مگر لقب یہ تمہارا ہی ٹھیرا ہے۔ سو اس کی لاج رکھنی چاہیئے تم کو اس واسطے پسند کیا کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سکھائیں اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی یہی غرض ہے، کہ تمام امتوں کی غلطیاں درست کرے اور سبکو سیدھی راہ بتائے گویا جو مجد و شرف اس کو ملا ہے اسی وجہ سے ہے کہ یہ دنیا کے معلم بنے اور تبلیغی جہاد کرے۔ بعض مفسرین نے شہید اور شہدا کو بمعنی، گواہ لیا ہے قیامت کے دن جب دوسری امتیں انکار کریں گی کہ پیغمبروں نے ہم کو تبلیغ نہیں کی اور پیغمبروں سے گواہ مانگے جائیں گے تو وہ امتِ محمدیہؐ کو بطور گواہ پیش کریں گے امت گواہی دے گی کہ بے شک پیغمبروں نے دعوت و تبلیغ کر کے خدا کی حجت قائم کر دی تھی جب سوال ہوگا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا جواب دیں گے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع کی جس کی صداقت پر خدا کی محفوظ کتاب (قرآن کریم) گواہ ہے گویا یہ فضل و شرف اس لئے دیا گیا کہ تم کو ایک بڑے عظیم الشان مقدمہ میں بطور معزز گواہ کھڑا کرنا ہے لیکن تمہاری گواہی کی سماعت اور وقعت بھی تمہارے پیغمبر کے طفیل میں ہے کہ وہ تمہارا تزکیہ کریں گے

۵۔ انعامات الٰہیہ کی قدر کرو اپنے نام و لقب اور فضل و شرف کی لاج رکھو اور سمجھو کہ تم بڑے کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہو اس لئے اوّل اپنے آپ کو نمونۂ عمل بناؤ نماز اور زکوٰۃ یعنی بدنی اور مالی عبادات میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

۶ — ہر کام میں اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو ذرا بھی قدم جادۂ حق سے اِدھر اُدھر نہ ہو اس کے فضل و رحمت پر اعتماد رکھو۔ تمام کمزور سہارے چھوڑ دو۔ تنہا اُسی کو اپنا مالک۔ اور مولےٰ سمجھو۔ اس سے اچھا مالک مددگار اور کون ملے گا۔

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

تفسیر حقانی کے ان آیات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بت پرستی اور شرک کی مذمت بیان فرمائی اور دنیا میں رسولوں کی بعثت کا مقصد بیان کر کے ایمانداروں کو مندرجہ ذیل امور کی تاکید فرماتا ہے۔ جو نجات اور فلاح کا ذریعہ ہیں۔

۱۔ اے ایماندارو! خدا تعالیٰ کو رکوع سجود کرو۔ یعنی نماز پڑھا کرو۔ جس میں رکوع اور سجود ہے اور نماز کے علاوہ اور بھی عبادت کیا کرو تلاوت، ذکر، روزہ اور ہر ایک نیکی کرو۔ اس میں صلہ رحمی، خیرات، صدقات، مکارم اخلاق دنیا کی سب اچھی باتیں آگئیں لعلکم تفلحون۔ تاکہ تمہیں فلاح ہو اس کے بعد ایک اور حکم دیتا ہے (۲)—

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہٖ ط

جہاد سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دشمنان دین سے جنگ کرنا ہے اور حق جہادہٖ سے مراد پورے طور پر اور نہایت سعی و کوشش سے خالصاً للہ جس میں سرور اور اللہ کی مخالفت نہ ہو اور کسی کی ملامت کا خوف نہ ہو۔ پھر یہ عام ہے خواہ زبان سے ہو۔ خواہ تلوار سے، اور اس حکم کا سب کے اخیر میں صادر کرنا اس بات کو جتلاتا ہے کہ نماز و فعل الخیرات سب سے

بڑھ کر یہ کام ہے۔ کیونکہ جب تک شرّ اعداء سے امن قائم نہ ہوگا۔ تو زمین پر خدا تعالیٰ کے بندے فراغت قلبی کے ساتھ نہ نماز پڑھ سکیں گے نہ کوئی اور نیک کام کر سکیں گے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں جاہدوا فی اللہ سے عام طور پر ہر دینی بات میں دل سے کوشش کرنا مراد ہے خواہ اعدائے دین سے جنگ ہو۔ خواہ علم دین کی ترویج خواہ اور نیکی کی باتیں، اس تقدیر پر یہ جملہ گویا کلام سابق کے لئے تاکید ہے

بعض اہل عرفان جیسا کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں اس سے مراد مجاہدہ نفس ہے کہ نفس کو ناجائز خواہشوں سے روکو اور اسی کو جہادِ اکبر کہتے ہیں اور یہی حق الجہاد ہے۔

اِجْتَبٰکُمْ یہ کہ اللہ نے تم کو اے اُمّت محمدیہؐ اس خدمت کے لئے ممتاز کر لیا ہے۔ تم کسی کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرو اور تم کو جو شریعت دی گئی ہے اس میں کوئی دقّت اور مشکل نہیں رکھی گئی کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس سے خلاصی اور جس کی معافی توبہ و استغفار یا کفّارہ و قصاص... سے نہ مقرر کی گئی ہو۔ اور۔

۴۔ اسی طرح اوقات عبادت کے لحاظ سے بھی سہولت ہے اسی طرح اگر غسل و وضو نہ کر سکے تو تیمم کی اجازت ہے کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھ لے سفر میں قصر ہے بیمار کو افطار کی رخصت ہے یہاں تک کہ یہود کی طرح شریعت اور احکام سخت نہیں نہ ہنود کی طرح کچا مذہب ہے۔ کہ غیر کے ہاتھ لگنے سے دھرم بھرشٹ ہو جائے۔ اپنے ہاتھ سے چوکا کرے اور ان کے ہاں ہزاروں پاک چیزیں حرام و ممنوع قرار دی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ سفر و حضر، موت و حیات میں معاملات کا دائرہ تنگ کر دیا گیا ہے

۵۔ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی شریعت ہے کوئی نئی شریعت نہیں اس میں عرب کی طرف خطاب ہے۔ جو اکثر ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں اور تمام امت بھی مراد ہو سکتی ہے کس لئے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّ امجد ہونے کی وجہ سے جو مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں اور سب مسلمانوں کے باپ ہیں۔ آنحضرتؐ کی شریعت کو ملت ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ اسی نے تمہارا نام پہلے سے مسلمان یعنی فرمانبردار رکھا ہے۔ جیسا کہ آپ نے دعا کی تھی ـــ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَفِیْ هٰذَا اس کتاب میں بھی اور اس عہد میں بھی تمہارا نام مسلم قرار پایا ہے

۶۔ لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ، تاکہ رسول قیامت میں تمہارا گواہ بنے اور تم تمام بنی آدم کے لئے گواہ بنو، توحید و عبادات کا قیام تمہارے سپرد کیا گیا ہے

۷۔ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ جانی اور مالی عبادت میں سرگرم رہا کرو

۸۔ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ۔ ہر بات میں اللہ ہی کا بھروسہ رکھو۔ اپنے دشمنوں سے کچھ خوف نہ کرو

۹۔ هُوَ مَوْلٰىكُمْ وہ تمہارا مالک اور کارساز ہے

۱۰۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ پس کیا ہی اچھا مولا ہے اور کیا ہی خوب مددگار ہے

امر بالقیام علیٰ حقیقۃ الاسلام

اے ایمان والو! تم اصول اسلام کے قبول کرنے کے بعد فروع کی بھی پابندی رکھو خصوصاً نماز کی، پس تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو، اور عموماً دوسری فروع کو بھی بجا لا کر اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور جو افعال فی نفسہ و فی ذاتہ عبادت نہیں ہیں بلکہ مباح ہیں لیکن عارض نیت یا نافع للغیر ہونے کی وجہ سے عبادت ہو جاتے ہیں تم ایسے نیک کام بھی کیا کرو۔ امید یعنی وعدہ ہے کہ تم فلاح پاؤ گے اور ان کاموں کو سستی اور بے دلی سے مت کرو بلکہ اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو۔ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ کیونکہ دین میں کوشش کرنے کا مقتضی موجود ہے اور مانع کوئی ہے نہیں۔ چنانچہ اس نے تم کو اور امتوں سے ممتاز فرمایا۔ جیسا کہ آیۂ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا وغیرہ میں مذکور اور احادیث میں مشہور ہے یہ تو مقتضی ہے حق جہاد کو، کیونکہ جس کو کوئی خاص ترجیح دی جاتی ہے وہ خدمت کے لئے زیادہ ڈرتا ہے اور اس نے تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔

اے ایمان والو! جس اسلام کا تم کو امر کیا گیا ہے کہ احکام کی پوری بجا آوری ہو اور یہی ملت ابراہیمی ہے۔ تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی اس ملت پر ہمیشہ قائم بھی رہو۔ پس اوپر احداثِ اسلام کا امر تھا اور اس میں بقاء اسلام کا حکم ہے۔ اس اللہ نے تمہارا لقب مسلمان رکھا نزولِ قرآن سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی۔ چنانچہ ابراہیمؑ کی زبان سے کہلوایا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور شاید اور کتب منزلہ میں بھی ہو۔ قرآن میں تو جابجا آیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا عنوان معنوں سے خالی نہیں ہو سکتا اس لئے بالضرور امت محمدیہؐ میں فرمانبرداری اور اتباع کا مادہ زیادہ ہوگا۔ پس ہم نے یہ مادہ اس لئے زیادہ رکھا ہے تاکہ تم اس سے کمالات حاصل کرو۔ جس سے دنیا میں شرف و امتیاز حاصل ہونے کے علاوہ آخرت میں بھی تمہارا بڑا شرف ظاہر ہو کیونکہ جس مقدمہ کا ابھی ذکر آتا ہے اس میں تمہارے قابل شہادت اور معتبر ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہوں اور اس شہادت رسولؐ کے قبل تم ایک بڑے مقدمہ میں جس میں ایک فریق حضرات انبیاء علیہم السلام ہونگے اور فریق ثانی ان کی مخالف قومیں ہونگی ان مخالف لوگوں کے مقابلہ میں گواہ تجویز ہو اور شہادتِ رسولؐ سے تمہاری شہادت معتبر ہونے کی تصدیق ہو۔ پھر تمہاری شہادت سے اس مقدمہ کا حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق میں فیصلہ ہو، اور مخالفین مجرم قرار پاکر سزایاب ہوں اور اس امر کا اعلیٰ درجہ کی عزت ہونا ظاہر ہے۔ سو جب ہم نے تم پر ایسی ایسی عنایتیں کی ہیں تو تم کو بھی ہمارے احکام کی پوری بجا آوری چاہیئے، تو پس تم لوگ خصوصیت کے ساتھ نماز کی پابندی رکھو۔ جو کہ بدنی عبادتوں میں افضل ہے اور زکوٰۃ دیتے رہو جو کہ مالی عبادتوں میں افضل ہے اور بقیہ احکام اصلی و فرعی میں بھی عموماً اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو۔ یعنی ہمت و عزم کے ساتھ دین کے کاموں میں غیر اللہ کی رضامندی اور ناراضی اپنے نفس کی مصلحت یا مضرت کی طرف توجہ مت کرو۔ وہ تمہارا کارساز ہے کسی کی مخالفت تم کو حقیقتاً نقصان نہیں پہنچائے گی۔ سو کیسا اچھا کارساز ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے۔

بیان القرآن حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ،

(۱) وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ پ ۴ ع ۱ (ترجمہ) اور جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو، تو اس کو سیدھے راستہ کی ہدایت ہوئی۔

تشریح! تم کس طرح کافر ہوتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول موجود ہے۔ یعنی بہت بعید ہے کہ وہ قوم ایمان لائے پیچھے کافر بن جائے یا کافروں جیسے کام کرنے لگے جن کے درمیان خدا

کا عظیم الشان پیغمبر جلوہ افروز ہو جو شب و روز ان کو اللہ کا رُوح پرور کلام اور اس کی تازہ بہ تازہ آیتیں پڑھ کر سناتا رہتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جس نے ہر طرف سے قطع نظر کر کے ایک خدا کو مضبوط پکڑ لیا اور اسی پر دل سے اعتماد و توکل کیا۔ کیا اُسے کوئی طاقت کامیابی کے سیدھے راستہ سے اِدھر اُدھر ہٹا سکتی ہے

۲۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ؀

پ ۶ ع ۴

ترجمہ: سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور ان کو اپنی طرف سیدھے راستے پر پہنچا دے گا

تشریح! سو جو کوئی اللہ پر ایمان لائیگا اور اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا۔ اور براہِ راست اس تک پہنچے گا۔ اور جو اس کے خلاف کرے گا۔ اس کی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے۔ اے مسلمانوں خدا تعالےٰ نے تم کو تمام امتوں میں بہترین امت قرار دیا ہے۔ اس کے علم ازلی میں پہلے سے یہی مقدر ہو چکا تھا۔ جس کی خبر بعض انبیا ئے سابقین کو بھی دے دی گئی تھی کہ جس طرح نبی آخر الزماں محمد رسول اللہؐ تمام نبیوں سے افضل ہونگے۔ آپ کی اُمت بھی جملہ اقوام و اُمم پر گوئے سبقت لے جائے گی۔ کیونکہ اس کو سب سے اشرف و اکرم پیغمبر نصیب ہوگا ادوم و اکمل شریعت ملے گی علوم و معارف کے دروازے اس پر کھول دیئے جائیں گے۔ ایمان و عمل و تقویٰ کی تمام شاخیں اس کی محنت اور قربانیوں سے سرسبز اور شاداب ہونگی۔ وہ کسی خاص قوم و نسب یا مخصوص ملک و اقلیم میں محصور نہ ہوگی بلکہ اس کا دائرہ عمل سارے عالم کو اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہوگا۔ گویا اس کا وجود ہی اس لئے ہوگا۔ کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو۔ انہیں جنت کے دروازوں پر لاکھڑا کردے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

پ ۴ ع ۳

خطابات نبویؐ

۱۔ حضرت ابو ایوبؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ کہ ایک بدوی سامنے آ کھڑا ہوا اور اس نے آپؐ کی ناقہ کی مہار پکڑ لی۔ پھر کہا اے اللہ کے رسول! مجھے وہ بات بتاؤ جو جنت سے مجھے قریب اور آتش دوزخ سے دُور کر دے راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ رُک گئے پھر اپنے رفقاء کی طرف آپؐ نے دیکھا اور ان کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو اچھی توفیق ملی پھر آپؐ نے اس اعرابی سائل سے فرمایا کہ ہاں ذرا پھر کہنا تم نے کس طرح کہا؟ سائل نے اپنا وہی سوال پھر دُہرایا۔ مجھے وہ بات بتا دو جو جنت سے مجھے نزدیک اور دوزخ سے دور کر دے حضورؐ نے فرمایا صرف اللہ کی عبادت اور بندگی کرتے رہو اور کسی چیز کو اس کے ساتھ کسی طرح بھی شریک نہ کرو، اور نماز قائم کرتے رہو، اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور صلہ رحمی کرو۔ یعنی) اپنے اہل قرابت کے ساتھ حسب مراتب اچھا سلوک رکھو۔ اور ان کے حقوق ادا کرو، یہ بات ختم فرما کر آنحضرتؐ نے اس بدوی سے فرمایا۔ کہ اب ہماری ناقہ کی مہار چھوڑ دو۔ (مسلم)

صحیح مسلم کی اسی حدیث کی دوسری روایت کے آخر میں ایک فقرہ یہ بھی ہے۔ کہ جب وہ اعرابی چلا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ مضبوطی سے ان احکام پر عمل کرتا رہا تو یقیناً جنت میں جائے گا۔

۲۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص جو علاقہ نجد کا رہنے والا تھا اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے کچھ کہتا ہوا رسول اللہؐ کی طرف آیا ہم اس کی بھنبھناہٹ تو سنتے تھے مگر آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے۔ اور فاصلہ کی زیادتی کی وجہ سے۔ اس کی بات کو سمجھ نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہؐ کے قریب آگیا۔

اب وہ اسلام کے بارہ میں سوال کرتا ہے۔ یعنی اس نے حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے اسلام کے وہ خاص احکام بتلا یئے جن پر عمل کرنا بحیثیت مسلمان کے میرے لئے اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ آپؐ نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں دن رات میں جو فرض کی گئی ہیں اور اسلام میں یہ سب سے اہم اور اوّل فریضہ ہے۔ اس نے عرض کیا کہ کیا ان کے علاوہ اور کوئی نماز بھی میرے لئے لازم ہوگی آپ نے فرمایا نہیں۔ فرض تو بس یہی پانچ نمازیں ہیں۔ مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ اور بھی زائد نمازیں پڑھو اور مزید ثواب حاصل کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا اور سال میں پورے مہینے رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں (اور یہ اسلام کا دوسرا عمومی فریضہ ہے) اس نے عرض کیا کیا رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی میرے لئے لازم ہوگا آپؐ نے فرمایا نہیں۔ فرض تو بس رمضان کے روزے ہیں۔ اگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم اور نفلی روزے رکھو اور اللہ تعالےٰ کا مزید قرب اور ثواب حاصل کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہؐ نے اس شخص سے فریضہ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اس پر بھی اُس نے یہی کہا کہ کیا اس زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ کرنا بھی میرے لئے ضروری ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں فرض تو بس زکوٰۃ ہی ہے۔ مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم نفلی صدقے دو۔ اور مزید ثواب حاصل کرو راوی حدیث طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سوال کرنے والا شخص واپس لوٹ گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا کہ مجھے جو کچھ رسول اللہؐ نے بتلایا ہے میں اس میں اپنی طرف سے کوئی زیادتی کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہؐ نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا فلاح پالی اس نے اگر یہ سچا ہے (بخاری و مسلم)

اسلام کے ارکان و فرائض میں نماز اور زکوٰۃ ہی سب سے زیادہ اہم ہیں اور قرآن مجید میں ان ہی دو پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ جو شخص ان دو کو ادا کرنے لگے اس کے لئے باقی تمام ارکان و فرائض کا ادا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ تجربہ اور مشاہدہ بھی ہے نیز نفس انسانی کی تربیت میں ان دونوں کو بہت خاص دخل ہے اور غالباً اسی واسطے کتاب و سنت میں بہت سے مقامات پر صرف ان ہی دو رکنوں کا ذکر کیا جاتا ہے

۳۔ سفیان بن عبد اللہ ثقفیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اسلام کے بارے میں مجھے کوئی ایسی جامع اور شافی بات بتایئے کہ آپؐ کے بعد پھر میں کسی سے اس بارے میں کچھ نہ پوچھوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہو میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر پوری طرح اور ٹھیک ٹھیک اس پر قائم رہو (مسلم)

تشریح! مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی کو اپنا اللہ الٰہ اور رب مان کر اپنے آپؐ کو بس اس کا بندہ بنا دو اور پھر اس ایمان

باقی صفحہ ۲۰ پر

سیّدۃ النساء خاتونِ جنّت

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے نکاح کی مبارک تقریب

(حافظ محمد یوسف رشید چغتائی)

دنیا آج زرق و برق ہیرے جواہرات سونا چاندی سے اپنی بیٹیوں کو رخصت کرتی ہے ۔ اور مستقبل کے لئے کوٹھیوں ، کاروں بنگلوں ، مربعوں اور خادموں کی تمنا رکھتی ہے ۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح ایک سادگی کا مجسّمہ تھا ۔ سطور ذیل میں خاتون جنت کے نکاح کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں یہ سب سے پیاری اور چھوٹی صاحبزادی تھیں حضورؐ کو حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے خصوصیت کے ساتھ محبت تھی ۔ کیونکہ حضرت فاطمہؓ آنحضرتؐ پر فدا تھیں ۔ آپ کی معمولی سی تکلیف پر بھی بے چین ہو جاتی تھیں حضرت فاطمۃ الزہراؓ نیکی ، عبادت پاکیزگی ، سادگی اور دیانتداری میں اپنی مثال آپ ہی تھیں ۔ سرور کونینؐ کی بیٹی گھر کا سارا کام کاج خود کرتی تھیں ۔ پیغمبر اسلامؐ کی بیٹی کے ہاں اور ان کے باپ کے گھر میں کوئی ملازمہ نہیں تھی ۔ حضرت فاطمہؓ جوان ہوئیں حضورؐ کو آپ کے لئے پیغام آنے لگے ۔ لیکن آپؐ کی نظر حضرت علیؓ پر پڑی ۔ کیونکہ آپؓ حضورؐ کے سایہ مبارک میں پلے تھے

حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی درخواست پیش کی تو وہ گویا پیش ہونے سے پہلے منظور ہو چکی تھی ۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے دریافت فرمایا ۔ آپ خاموش رہیں ۔ حضورؐ نے ان کی خاموشی کو رضامندی تصور فرمایا ۔

حضرت علی المرتضیٰؓ سے دریافت فرمایا کہ آپ کے پاس مہر ادا کرنے کے لئے کیا ہے ؟ کہا ۔ کچھ نہیں ہے ۔ فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی جو میدان بدر میں ہاتھ آئی تھی ۔ آپ نے فرمایا وہ موجود ہے ۔ فرمایا وہ بس ہے ۔!

دنیا خیال کرے گی کہ وہ زرہ بڑی قیمتی تھی ۔ ہرگز نہیں ۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ وہ صرف سوا سو روپے کی تھی ۔ زرہ کے علاوہ جو حضرت علیؓ کی ملکیت تھی وہ بھیڑ کی کھال تھی ۔ اور ایک یمنی چادر ۔ یہی وہ سرمایہ تھا جو دولہا نے دلہن کی نذر کیا ۔

بزرگ باپ نے اپنی پیاری بیٹی کو جو جہیز دیا وہ حسب ذیل مبارک اشیاء پر مشتمل تھا ۔ بان کی ایک چارپائی ۔ چمڑے کا ایک گدا ۔ جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے ایک چھاگل ۔ ایک مشک ، دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے ۔ حفیظ جالندھری نے کہا ہے ؎

مبارک ہے وہ دن لاریب رجب کے مہینے میں
نکاح حضرتِ زہراؓ ہوا جس دن مدینے میں
مسجد میں مہاجر و انصار تمام کا اجتماع تھا ، نہایت سادگی سے خطبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ۔ خرمے تقسیم فرما کر دعا کی ۔ ع

نہ کوئی باجہ گاجا تھا نہ کوئی شور ہنگامہ

دلہا دلہن جب گھر جا چکے ۔ تو حضورؐ دیکھنے تشریف لے گئے ۔ پہلے دروازہ پر کھڑے ہو کر اندر جانے کی اجازت مانگی ۔ پھر اندر تشریف لے گئے ۔ ایک برتن میں پانی منگوایا دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور ہاتھ مبارک نکال کر دونوں پر پانی چھڑکا اور بیٹی سے فرمایا کہ میری بیٹی ! میں نے تمہارا نکاح خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کیا ہے ۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے خادمہ کے لئے عرض کی تو حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میں تمہیں ایک ایسا وظیفہ بتاتا ہوں کہ دنیا کے ہر کام میں تمھیں آسانی ہو جائے گی بھلا کونین کے سردار کے سامنے کیا دیر تھی لیکن بیٹی کو خود کام کرنے کی تلقین کی ۔ ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبحان اللہ ۔ تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کا ورد کرنے کی ہدایت فرمائی

سیّدۃ النساء حضرت فاطمہؓ کی گود مبارک سے اسلام کو زندگی کا سہارا ملا ۔ معرکۂ کربلا میں آپ کی ہی اولاد کام آئی ۔ اس خاندان نے سچائی اور دین اسلام کی خاطر قربانیاں دیں ۔ !

اقوالِ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درجہ علم و فضل میں اپنی نظیر آپ تھا ان کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ۔ آپؓ کے زرّیں اقوال ہر انسان کے لئے مشعل ہدایت ہیں ان کے بیش بہا خزانۂ علم سے یہ چند اقوال بطور نمونہ مشتے از خروارے ہدیہ قارئین ہیں اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے ۔ آمین ۔ **فرمایا :۔**

— صاحب عقل تین باتوں سے ظاہر ہوتا ہے اوّل — تحمل و بردباری ۔ دوم نیکوئی و پرہیزگاری ۔ سوم لوگوں کے ساتھ فضل و احسان اور ان کی اعانت و یاری ۔

— کام وہی ہوتے ہیں جو تقدیر میں لکھے ہوتے ہیں ۔ تقدیر کے آگے تدبیر کچھ کارگر نہیں ہوتی ۔

— صبر دو قسم کا ہوتا ہے ۔ ایک خلاف طبع چیزوں پر صبر کرنا ۔ دوسرے مرغوب طبع چیزوں پر اپنے آپ کو روکنا ۔

— خاموشی عزت کا باعث اور بیہودہ گوئی موجب عیب ہے ۔

— جو شخص اپنے نفس پر ناخوش ہوتا ہے وہ اپنے پروردگار کو خوش کر لیتا ہے اور جو شخص اپنے نفس سے خوش ہوتا ہے ۔ وہ اپنے پروردگار کو ناخوش کرتا ہے ۔

— جو شخص بچپن میں اپنے نفس کو تکلیف میں نہیں ڈالتا وہ بڑا ہو کر بزرگی نہیں پاتا

— جو شخص علم و حکمت کے مسائل کے ساتھ اپنے دل کو خوش کرتا ہے ۔ اس کی خوشی اور لذت کبھی کم نہیں ہوتی ۔

— جو شخص اپنے گھر والوں سے برا سلوک کرتا ہے اس سے دوسروں کو بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے ۔

— جو شخص خاموشی کو لازم پکڑتا ہے ۔ اس سے کوئی ناخوش نہیں ہوتا ۔

— جو شخص لوگوں سے الگ اور برکنار ہو جاتا ہے اس کو اللہ سبحانہٗ کے ساتھ انس و محبت پیدا ہو جاتی ہے ۔

— جو شخص حق پر عامل اور کاربند ہو جاتا ہے ۔ خلق خدا اس کی طرف مائل اور متوجہ ہو جاتی ہے ۔

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

محمد شفیع عمر الدین ٹھٹھہ

وَیل یعنی ہلاکت کِن کے لئے ہے؟

(قسط اول)

اس سوال کے جواب کے لئے قرآن مجید کی مختلف آیات پر غور فرمائیں اور ان تباہ کرنے والے امور سے اجتناب کریں

(۱) غافل نمازی

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ (الماعون)

ترجمہ۔ پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہ)

نماز سے غفلت کی بعض صورتیں یہ ہیں (۱) مقررہ وقت پر نہ پڑھنا (۲) بعض نمازیں پڑھنا بعض ترک کر دینا (۳) سب ارکان و شرائط پوری طرح بجا نہ لانا (۴) اخیر وقت پر ادا کرنے کا معمول بنا لینا (۵) نماز میں خشوع و خضوع نہ کرنا (۶) نماز میں غور، تدبر و فکر نہ کرنا (۷) دکھاوے کی نماز پڑھنا۔ (ماخذ ابن کثیر رح)

حضرت انس رض دمشق میں رو رہے تھے وجہ دریافت کی تو فرمایا جو باتیں (ارکان اسلام میں سے)، میں نے پائی تھیں، ان میں سے نماز کے علاوہ اب ایک بھی نہیں پاتا، اور یہ بھی اب ضائع ہو چکی ہے۔

(بخاری۔ کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

حدیث ۔ پانچ نمازیں ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے فرض کیا ہے۔ پس جس شخص نے ان نمازوں کے لئے اچھی طرح وضو کیا۔ ان کے وقت پر (انہیں پڑھا)، رکوع کو اچھی طرح ادا کیا۔ اور نماز کو حضور قلب سے ادا کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔ اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں وہ چاہے تو اُسے بخشے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔ (مشکوٰۃ۔ عن حضرت عبادہ رض)

حدیث ۔ تین کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں۔ جب وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ جبکہ تیار ہو جائے۔ اور تیسرے غیر منکوحہ عورت کے نکاح میں جب کہ اس کا کفو پایا جائے (مشکوٰۃ)

۲۔ تارکِ زکوٰۃ

وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ کٰفِرُوْنَ ۝

(حٰم السجدہ آیت ۷)

ترجمہ۔ اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔

چاہیئے تو یہ کہ اپنے مال کی باقاعدہ زکوٰۃ ادا کر کے اسے پاک کرے اور کفر و شرک اور سب طرح کی برائیوں کو دور کر کے اپنے نفس کو پاک کرے (ماخذ ابن کثیرؒ)

حدیث ۔ جس کو خدا نے مال عطا کیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی۔ تو اس کا مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنایا جائے گا۔ جس کی آنکھوں میں دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ اور اس سانپ کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر یہ سانپ اس کی دونوں باچھیں پکڑ لے گا۔ اور کہے گا۔ میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ (ترجمہ) اور جو لوگ اس چیز پر بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے۔ وہ یہ خیال نہ کریں کہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے۔ بلکہ یہ ان کے حق میں بُرا ہے۔ قیامت میں وہ مال طوق بنا کر ان کے گلوں میں ڈالا جائے گا۔ جس میں وہ بخل کرتے تھے۔ اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے۔ اور جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے (آل عمرن آیت ۱۸۰ رکوع ۔ ۱۸) (مشکوٰۃ)

۳۔ کم تولنا

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۙ وَاِذَا کَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ (المطففین ع ۔ ۱)

ترجمہ۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

اس مقام پر تاجرانہ ذہنیت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ تاجرانہ سیاست یہ ہے کہ دوسرے کو کم نفع دیا جائے اور خود زیادہ منافع اُٹھایا جائے۔ اور حساب و کتاب میں مہارت ہو اور ماپ تول میں صرف اپنا ہی فائدہ ملحوظ رکھے۔ ماپ و تول کی کمی کو دوسرے پر ظاہر نہ ہونے دیا جائے۔ ان کے لئے ہلاکت ہے۔ تاجروں کی زندگیاں اور تاریخ اس تجربے پر گواہ ہیں کہ جس تاجر نے اس طرح مال جمع کیا وہ غارت ہو گیا۔

ہلاکت سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ اس فعل کے برے نتائج کو ذہن نشین کر کے اس سے بچے اور اپنے مال سے محتاجوں اور مسکینوں کی خبرگیری کرتا رہے۔

(مولانا عبداللہ بخاری مرحوم)

تطفیف کی دوسری بہت سی اقسام ہیں جن سے بچنا چاہیئے۔

(۱) حقوق العباد کی ادائیگی میں کمی کرنا، یا انہیں تلف کرنا۔

(۲) اپنے عیب چھپانا مگر دوسروں کی پردہ دری کرنا۔

(۳) خود انصاف و عدل چاہنا مگر دوسروں کے ساتھ بے انصافی کرنا۔

(۴) لوگوں سے تعظیم کرانا اور خود ان کا ادب و لحاظ نہ کرنا۔

(۵) نوکروں اور ماتحتوں سے خدمت پوری لینا مگر ان کو معاوضہ پورا نہ دینا۔

(۶) ہر طرح کے انعامات رزق، عزت، عافیت وغیرہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا مگر اس کی حکم برداری نہ کرنا۔

(۷) لوگوں سے مانگنا مگر خود نہ دینا۔

(۸) دوسروں کو نصیحت کرنا مگر خود خرابیوں میں مبتلا رہنا۔

(۹) اپنا ظاہر ٹھیک رکھنا مگر باطن گندہ رکھنا

(۱۰) صورت بزرگوں کی رکھنا مگر پس پردہ کام شیطانی کرنا۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانی رح۔

گو لوگوں سے اپنا پورا حق لینا مذموم نہیں مگر یہاں اس کے لانے سے مقصود خود اس بات پر مذمت کرنا نہیں، بلکہ کم دینے کی مذمت کو مؤکد کرنا ہے۔ یعنے کم دینا اگرچہ فی نفسہٖ مذموم ہے۔ لیکن اس کے

ساتھ اگر لیتے وقت دوسروں کی بالکل رعائت نہ کی جائے تو اور زیادہ مذموم ہے۔ بخلاف رعایت کرنے والے کے کہ اگر اس میں ایک عیب ہے تو ایک ہنر بھی ہے۔ فتلک بتلک۔ لہٰذا پہلے شخص کا عیب زیادہ شدید ہوا۔ اور چونکہ اصل مقصود مذمت ہے کم دینے کی، اس لئے اس میں ناپ اور تول دونوں کا ذکر کیا جائے تا کہ خوب تصریح ہو جائے کہ ناپنے میں بھی کم ناپتے ہیں اور تولنے میں بھی کم تولتے ہیں۔ چونکہ پورا لینا فی نفسہ مذموم نہیں اس لئے وہاں صرف ایک کے ذکر پر اکتفا کیا، پھر تخصیص ناپ کی شاید اس لئے ہو کہ عرب میں اور خصوصاً مدینہ میں زیادہ رواج "کیل" کا تھا۔ اس کے سوا اور بھی وجوہ تخصیص کی ہو سکتی ہیں"

۴۔ عیب جُو اور طعنہ دینے والے

وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ نِ ۙ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۙ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخْلَدَہٗ ۚ (الھمزہ)

ترجمہ۔ ہر غیبت کرنے والے، طعنہ دینے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ جو مال کو جمع کرتا ہے۔ اور اسے گنتا رہتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے سدا رکھے گا۔

یعنی وہ آدمی جس نے اپنی عادت ہی بنالی ہے کہ ہر آدمی پر طعن کرے۔ اور عیب جوئی کرتا پھرے۔ اس کے سامنے اگر کوئی بہترین آدمی بھی آتا ہے تو وہ اس میں بھی نقص نکالتا ہے۔ اس پر افسوس ہے۔ یہ اخلاقی موت ہے۔ ایسے آدمی کو اپنے اندر کسی کی بات کا یقین نہیں رہتا کہ اس میں بھی کوئی خوبی ہے۔

یہ شخص ہر چیز کو بُرا ہی دیکھتا ہے اس کے بعد اس کی زندگی حیوانوں کی سی ہو جاتی ہے۔

انسان کی خوبی یہ ہے کہ وہ کسی خوبی کے متعلق اپنا صحیح نظریہ قائم کرے اس کے بعد حتی الامکان اپنے اندر وہ خوبی پیدا کرکے دکھلائے۔ مگر اس آدمی کی یہ عادت ہے کہ اس کے دماغ میں کسی خوبی کا نظریہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہر چیز میں برائی ہی دیکھتا ہے۔ یہ خرابی اس میں کیوں پیدا ہوئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مال جمع کرتا ہے۔ اور پھر اُسے گن کر رکھتا ہے اور مال و دولت کی آڑ لے کر اس نے اپنی بداخلاقی چھپا لی ہے۔

مال گن کر رکھنے کے بعد اس کے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا۔ یعنی اس کی ہر ایک ضرورت مال سے پوری ہوتی رہیگی یہ طبعی بات ہے کہ بعض کام تو واقعی مال ہی سے پورے ہوتے ہیں۔ مگر انسان کی بعض ضرورتیں ایسی بھی ہیں جن کے لئے علم و اخلاق چاہیئے۔ ورنہ ایسے آدمی پر لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ یہ خیال لغو ہے کہ ہر ضرورت مال سے پوری ہوتی ہے جب اس کے پاس اخلاقی اصول ہی نہ رہے تو اب اس کا یہی کام ہے کہ لوگوں پر طعن و تشنیع کرے۔

یہ سرمایہ داروں کی عادت ہے کہ جب اپنی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو مصلح اور ریفامر کی تشنیع شروع کر دیتے ہیں کہ یہ "اصلاح اصلاح" کرتا پھرتا ہے۔ روپیہ پیسہ تو اس کے پاس نہیں ہے مال کے سوا کیسے تدبیریں چلتی ہیں۔ اور دوسرا کہتا ہے جی! اس نے اپنے پیٹ کے لئے جال بنا رکھا ہے۔: تیسرا سرمایہ دار کہتا ہے اس میں فلاں فلاں عیب موجود ہیں۔ وہ اپنی اصلاح تو کرتا نہیں چوتھا کہتا ہے اس کی صورت بھی تو خراب ہے۔ اگر اس میں کوئی خوبی ہوتی تو بد صورت نہ ہوتا۔ جناب! اس کے خویش و اقارب میں بھی بڑی بُری عادتیں ہیں۔ اسی طرح سے عیب گنتے رہیں گے۔

اور آخر میں کہیں گے بھائی بات یہ ٹھیک ہے کہ پیسہ کماؤ اور کھاؤ۔ تو ان کے ہاں یہ خیال ہے کہ مساکین کو جائز یا ناجائز ذریعہ سے لوٹ لو۔ پھر مثال دیتے ہیں کہ جہان کا یہی رنگ ہے۔ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگل جاتی ہے۔

(مولانا عبداللہ لغاری مرحوم)

۵۔ جھُوٹے گنہگار

وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ ۙ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتْلٰی عَلَیْہِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْھَا ۚ فَبَشِّرْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۚ (الجاثیہ آیت ۷-۸)

ترجمہ۔ ہر سخت جھوٹے گنہگار کے لئے تباہی ہے۔ جو آیات الٰہی سنتا ہے۔ جو اس پر پڑھی جاتی ہیں۔ پھر ناحق تکبر کی وجہ سے اصرار کرتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں۔ پس اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔

یعنی (۱) جھوٹ پر اڑے رہنے والے (۲) گناہوں کے کام کرنے والے (۳) غرور اور ضد سے احکام الٰہی سے پہلوتہی کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ اور آخرت میں اس کے لئے عذاب دردناک ہے۔

۶۔ مکذّبین کا حشر

وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۝ (المرسلات آیت ۲۴)

ترجمہ۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔

یعنی مکذّبین وہ ہیں جنھوں نے اپنی فطرت بگاڑ دی۔ انہیں بات سمجھ میں آگئی مگر اس پر عمل نہ کیا۔ وہ قیامت کے دن نہایت ذلیل ہوں گے۔ ان پر ہر طرف سے لعنت و پھٹکار ہوگی۔ افسوس ہے ان کے حال پر کہ انھوں نے دنیاوی نعمتوں سے صحیح فائدہ نہ اٹھایا۔ اپنی ذہنیت بگاڑ لی۔ اس لئے انھیں جہنم میں جانا پڑا۔ ان پر افسوس ہے۔

۷۔ قیامت کے مُنکر

(۱) وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝

(المطففین ایت ۱۰-۱۱)

ترجمہ۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔

یعنی گنہگاروں کا اعمال نامہ سجّین میں ہے۔ سجین میں ان لوگوں کے اعمال کا دفتر ہے جو انصاف کے روز کے منکر ہیں جن کا ریکارڈ سجین میں ہے وہ دوزخ میں جائیں گے۔ ان منکروں کے حال پر افسوس ہے۔

(۲) فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِھِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ مَّشْھَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ (سورہ مریم۔ آیت ۳۷)

ترجمہ۔ پھر جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں۔ سو کافروں کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے خرابی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جو بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے ہے۔ اب بھی اگر دوسرے ادیان کے پیرو ہٹ دھرمی سے کام نہ لیں۔ اور بے فائدہ اختلاف مٹا کر اسلامی برادری میں شامل ہو جائیں تو ان کا اپنا ہی فائدہ

ہے - یہ دین تو ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے گا (قال اللہ تعالے) اس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرک ناپسند کریں" (التوبہ آیت ۳۳) اور ان کی ناپسندی اور اختلاف قیامت کے روز ان کی ہی تباہی کا موجب ہوگی۔

۳۔ فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ ۝ (الذّٰریٰت - ۱۱)

ترجمہ - پس اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے جو جھوٹی باتوں میں لگے ہوئے کھیل رہے ہیں۔

(حاشیہ حضرت مولٰنا شیخ الاسلام عثمانیؒ)
"یعنی جو آج کھیل کود میں مشغول ہو کر طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں اور آخرت کی تکذیب کرتے ہیں ان کے لئے اس روز سخت خرابی اور تباہی ہے"

۴ - فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِھِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ۝ (الطور - آیت ۶۰)

ترجمہ - پس ہلاکت ہے ان کے لئے جو کافر ہیں اس دن کے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

یعنی دنیا میں کسی دن بھی اور قیامت کے دن انہیں ان کی بد اعمالیوں کی سزا ملے گی - عذاب شدید میں گرفتار ہوں گے

۸ - عذاب شدید

وَوَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۙ الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ۝
(ابراہیم آیت ۲-۳)

ترجمہ - اور کافروں پر افسوس کہ انہیں سخت عذاب ہوتا ہے - جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں پسند کرتے ہیں - اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں -

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولٰنا عثمانیؒ)
یعنی جو لوگ ایسی کتاب (قرآن مجید) نازل ہونے کے بعد کفر، شرک اور جہالت و ضلالت کی اندھیری سے نہ نکلے ان کو سخت عذاب اور ہلاکت خیز مصیبت کا سامنا ہے - آخرت میں یا دنیا میں بھی - یہ کافروں کا حال بیان فرمایا کہ ان کا اوڑھنا بچھونا بس یہی دنیا ہے - آخرت کے مقابلہ میں اسی کو پسند کرتے اور ترجیح دیتے ہیں - شب و روز اسی کی محبت میں غرق رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی چاہتے ہیں کہ دنیا کی محبت میں پھنسا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے راستہ سے روک دیں اسی لئے یہ فکر رہتی ہے کہ خدا کے دین میں کوئی عیب نکالیں اور سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں - فی الحقیقت یہ لوگ راستہ سے بھٹک کر بہت ہی دور جا پڑے ہیں - جن کے واپس آنے کی توقع نہیں - خدا کی سخت مار پڑے گی - تب آنکھیں کھلیں گی -"

۹ - قساوت قلبی

فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (الزمر آیت ۲۲)

ترجمہ - سو جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے - ان کے لئے بڑی خرابی ہے ، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں -

یعنی ایک وہ نیک بخت ہستیاں ہیں جو اس بین الاقوامی قانون (قرآن مجید) کی اطاعت کو اپنے طبعی تقاضا کے طور پر قبول کرتے ہیں - ان کے دلوں میں اپنے رب کا دیا ہوا نور موجود ہے - جو ان کی ہر طرح کی ترقی کا باعث ہے -

اب اس کے مقابلہ میں دوسرے وہ لوگ ہیں جن کی طبیعتیں اللہ کے ذکر سے مانوس نہیں - ان کی حالت قابل افسوس ہے -

(باقی دارد)

صفحہ ۱۲ سے آگے

بقیہ اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ

— جو لوگوں کے ساتھ رفق اور نرمی سے معاملہ کرتا ہے اس کی روزی بڑھ جاتی ہے

— جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ نفسانی خواہشات کو بھول جاتا ہے۔

— جو شخص تقدیر الٰہی پر راضی رہتا ہے وہ زمانے کے حوادث کو ہیچ سمجھتا ہے اور گھبراتا نہیں - اور نہایت خوش رہتا ہے -

— جو شخص بہت زیادہ پیٹ بھر کر کھاتا ہے کہ سانس نکالنا مشکل ہو تو ذہانت اور سوجھ بوجھ دور ہو جاتی ہے -

— جو شخص اپنے علم کے خلاف کرتا ہے وہ بڑا گناہ کرتا ہے۔

— جو شخص علم اور بردباری کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے اس میں طیش اور غصہ نہیں رہتا۔

— جس شخص کے اخلاق خراب ہوتے ہیں اس کی موت پر لوگ خوشی مناتے ہیں۔

— جس شخص کے اخلاق خراب ہوتے ہیں اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے۔ اگر اخلاق اچھے ہوں تو رزق میں وسعت ہو جاتی ہے

— خوشی ہے اس شخص کے لئے جو اللہ تعالےٰ کی یاد کے سوا سب باتوں سے خاموش رہے

(باقی آئندہ)

(بسیم شیخ عبد احمد گجرات)

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

بقیہ مومنین سے اللہ تعالیٰ کا خطاب صفحہ ۱۵ سے آگے

اور عبدیت کے تقاضوں کے مطابق ٹھیک ٹھیک چلنا اپنی زندگی کا دستور بنالو بس یہی کافی ہے استقامت کے معنی ہیں بغیر کسی کجی اور انحراف کے اللہ کی مقرر کی ہوئی صراط مستقیم پہ قائم رہنا اور ہمیشہ اس کی ٹھیک ٹھیک پیروی کرتے رہنا گویا تمام اوامر و نواہی اور جملہ احکام خداوندی کے صحیح مکمل اور دائمی اتباع کا نام استقامت ہے اور ظاہر ہے کہ بندوں کے لئے اس سے آگے کوئی مقام نہیں۔

مزید قرآنی احکام

۱۔ اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَکُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡہِ الخ پ ۲۷ ع ۱۶

ترجمہ! یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر، اور خرچ کرو اس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں اپنا نائب کر کے دیا ہے سو جو لوگ تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ان کو بڑا ثواب ہے

۲۔ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ النُّوۡرِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۝ پ ۲۸ ع ۱۵

(ترجمہ) سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور (قرآن کریم) پر جو ہم نے اتارا اور اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے

۳۔ قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَۨا الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ کَلِمٰتِہٖ وَ اتَّبِعُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ۝ پ ۹ ع ۱۰

(ترجمہ) تو کہہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے سوا اس کے کسی کی بندگی نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کی پیروی کرو۔ تاکہ راہ پاؤ۔

۴۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ الۡکِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ الۡکِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ۝ پ ۵ ع ۱۷

ترجمہ! اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر، اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے، اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر، وہ بہک کر دور جا پڑا۔

۵۔ فَاَقِمۡ وَجۡہَکَ لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡہَا ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ ٭ۙ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝ مُنِیۡبِیۡنَ اِلَیۡہِ وَ اتَّقُوۡہُ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۝ پ ۲۱ ع ۷

ترجمہ! سو تو اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر سیدھا رکھ، وہی تراش اللہ کی جس پہ تراشا لوگوں کو، اللہ کے بنائے ہوئے کو بدلنا نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے، سب رجوع ہو کر اس کی طرف اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور شرک کرنے والوں میں مت ہو۔

بقیہ رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں دوگنا ثواب صفحہ ۱۲ سے آگے

حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اپنا اور (اپنی بیوی حضرت) فاطمہؓ کا جو حضورؐ کی سب سے زیادہ لاڈلی اولاد تھیں۔ قصہ سناؤں۔ وہ میرے گھر رہتی تھیں۔ خود چکی پیستیں۔ جس کی وجہ سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے۔ خود پانی بھر کر لاتیں۔ جس کی وجہ سے مشکیزہ کی رگڑ سے بدن پہ رسی کے نشان پڑ گئے۔ خود گھر میں جھاڑو وغیرہ دیتیں جس سے کپڑے میلے رہتے۔ خود کھانا پکاتیں جس سے دھوئیں کے اثر سے کپڑے کالے رہتے۔ غرض ہر قسم کی مشقتیں اٹھاتی رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضورؐ کے پاس کچھ باندی غلام وغیرہ آئے تو میں نے کہا کہ تم بھی جاکر ایک خادم مانگ لاؤ کہ اس مشقت سے کچھ امن ملے۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہاں کچھ مجمع تھا۔ شرم کی وجہ سے کچھ عرض نہ کر سکیں واپس چلی آئیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ سے عرض کر کے چلی آئیں۔ دوسرے دن حضورؐ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ تم کل کیا کہنے گئی تھیں۔ وہ تو شرم کی وجہ سے چپکی ہو گئیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی ساری حالت پانی وغیرہ بھرنے کی بیان کر کے عرض کیا کہ حضرتؐ میں نے ان کو بھیجا تھا کہ ایک خادم آپؐ سے مانگ لیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں خادم سے بہتر چیز بتاؤں۔ جب سونے کے لئے لیٹا کرو تو سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھا کرو۔ یہ خادم سے بڑھ کر ہے (ابوداؤد)

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا